غائبانہ نمازِ جنازہ

حدیث وتاریخ کی روشنی میں تحقیقی جائزہ



اللھم اغفرلہ وارحمہ
انک انت الغفور الرحیم

ابوسعد احسان الحق شہباز

دار الاندلس
Ph & Fax: 91-42-7230549
4-lake Road Chuburji Lahore

فہرست

غائبانہ جنازہ حدیث وتاریخ کی روشنی میں

عرضِ ناشر

اللہ کے راستے میں شہادت پیش کرنا مومن کی زندگی کا سب سے بڑا اعزاز ہوتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ تمنا فرمایا کرتے تھے کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میرا دل چاہتا ہے کہ اللہ کے راستہ میں شہید کر دیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کر دیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کر دیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں۔ (صحیح مسلم)

نبوت کے بعد سب سے بڑا مقام قیامت والے دن اللہ تعالیٰ شہداء کو عطا فرمائے گا۔

زیرِ نظر کتاب ''غائبانہ جنازہ حدیث وتاریخ کی روشنی میں'' ہمارے محترم بھائی مولانا احسان الحق شہباز حفظہ اللہ تعالیٰ کی تحریر ہے۔ اس میں انہوں نے احادیث رسول ﷺ کے ساتھ ساتھ تاریخ اسلام کے ہر دور سے باقاعدہ دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ غائبانہ جنازہ کا عمل ہر دور میں جاری و ساری رہا ہے اور عام جنازوں کے علاوہ شہداء کے غائبانہ جنازے بھی ہوئے ہیں۔

آج وہ لوگ جو جہاد کے مسئلہ پر شکوک و شبہات کا شکار ہیں اور مختلف اعتراضات کرتے رہتے ہیں، ان میں سے ایک اعتراض ''شہید کے غائبانہ جنازہ'' کی مشروعیت پر بھی ہے۔ ایسے تمام بھائیوں سے استدعا ہے کہ وہ اس کتاب کا مطالعہ کریں۔ان شاء اللہ ان کے ہر اشکال کا مدلل جواب مل جائے گا۔

اگرچہ اس سے قبل محترم حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی اسی موضوع پر مختصر کتابچہ ادارہ ''دارالاندلس'' شائع کر چکا ہے جس میں احادیث رسول کے ذریعے شہید کے حاضر و غائبانہ جنازہ کے ثبوت پیش کیے گئے ہیں۔محترم احسان الحق شہباز صاحب نے اس موضوع پر تفصیل سے قلم اٹھایا، جسے دیکھ کر امیر محترم حافظ محمد سعید حفظہ اللہ نے اسے شائع کرنے کا حکم دیا۔ بھائی محمود الحسن اسد اور بھائی محمد عمران نے اس کی تہذیب جبکہ الشیخ عبدالولی استاذ جامعہ الدعوۃ الاسلامیہ مرید کے نے تخریج کی ہے۔اللہ تعالیٰ اسے سب کے لیے نافع بنائے اور شہادت کی عظیم نعمت سے مالا مال فرمائے۔آمین!!

آپ کا بھائی

سیف اللہ خالد

مدیر ''دارالاندلس''

جنازہ کیا ہے؟ اخوت اسلامی کا مظہر

((نَحْمَدُهُ وَ نُصَلِّيْ عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَ أَمَّا بَعْدُ !))

اسلام ایک آفاقی و عالمگیر مذہب ہے۔اس نے اپنے ماننے والوں کے درمیان ہمدردی ومحبت کی بنیاد قومیت، وطنیت یا رنگ وزبان پرنہیں بلکہ ایمان اور اسلام پر رکھی ہے۔(مادی تعلقات جتنے بھی ہیں وہ مطلب برآری کے لئے اور فانی ہیں جبکہ ایمان کا یہ رشتہ روحانی و پائیدار ہے) رسول اللہ ﷺ باقاعدہ ہمدردی و خیر خواہی کرنے پر بیعت لیا کرتے تھے یہ ایک ایسا تعلق ہے جو مشرق ومغرب، شمال وجنوب کے سارے مسلمانوں کو ایک وحدت میں لاکر پارٹی بازی اور کالے گورے، نسل پرستی وقومیت کے سارے امتیازات ختم کر کے ایک دوسرے کا ہمدرد و خیر خواہ بنا دیتا ہے اس ہمدردی کو اور اس رشتے کو قائم رکھنے کے لئے شریعت کے بہت سارے احکام ہیں جن میں سے ایک حکم جنازہ ہے۔سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ، قِيْلَ: مَا هُنَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ!؟ قَالَ : اِذَا لَقِيْتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ ، وَاِذَا دَعَاكَ فَأَجِبْهُ، وَاِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهُ ، وَاِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمِّتْهُ وَاِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ ، وَاِذَا مَاتَ فَاتْبَعْهُ»❶

''مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں، کہا گیا اللہ کے رسول وہ کیا ہیں؟ فرمایا: جب تو اسے ملے تو اس پر سلام کہے، جب وہ دعوت دے تو قبول کرے، جب وہ تجھ سے نصیحت طلب کرے تو تو خیر خواہی کرے، جب وہ چھینک کر ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ'' کہے تو تو اسے جواباً ''يَرْحَمُكَ اللّٰهُ'' کہے، جب بیمار ہو تو عیادت کرے اور جب وہ مر جائے تو اس کا جنازہ پڑھے۔''

جنازہ ایک خاص دعا ہے:

جنازہ ایک دعا کرنے کا خاص طریقہ ہے۔ جسے نماز کا رنگ دینے کی کوشش کی گئی ہے، جو شریعت نے ہمیں بتایا ہے یہ کوئی باضابطہ نماز نہیں کیونکہ اس میں کوئی رکوع و سجود نہیں ہوتے۔ اس لیے اس موقع پر نبی اکرم ﷺ نے خلوص کے ساتھ دعائیں کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہ باہمی محبت کا ایسا مظہر ہے کہ میت حاضر بھی ہو تو پھر بھی حاضر و غائب زندہ و فوت شدگان سب کے لیے اس کے اندر دعائیں کی جاتی ہیں۔

❶ صحيح مسلم ، كتاب السلام ، باب من حق المسلم للمسلم ردّ السلام، حديث: ٢١٦٢۔

جنازہ کی صورتیں

جنازہ کی کئی صورتیں ہیں جو درج ذیل ہیں:

① میت سامنے رکھ کر جنازہ پڑھنا:

یہ طریقہ بہت معروف ہے کسی بھی مسلمان کو جب وہ فوت ہو جائے اسی طریقہ سے الوداع کیا جاتا ہے۔

② بعد از دفن قبر پر جنازہ پڑھنا:

(الف) صحیح بخاری میں باب ہے"بَابُ الصَّلوٰةِ عَلَى الْقَبرِ بَعْدَ مَا يُدْفَنُ" "دفن کیے جانے کے بعد قبر پر نماز پڑھنا۔" پھر حدیث ذکر کی ہے۔ سلیمان شیبانی کہتے ہیں کہ میں نے شعبی سے سنا، کہہ رہے تھے مجھے اس نے بتایا جو نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک الگ تھلگ قبر کے پاس سے گزرا: ((فَاَمَّهُمْ وَصَلُّوْا خَلْفَهُ)) "تو آپ ﷺ نے امامت کروائی اور صحابہ نے آپ ﷺ کے پیچھے جنازہ پڑھا۔ میں نے کہا اے ابو عمرو! (یہ شعبی کی کنیت ہے) آپ سے یہ کس نے بیان کیا، کہا ابن

عباس رضی اللہ عنہما نے (صحیح بخاری، ۱/۱۷۸) یہی روایت پیچھے " بَابُ الصَّفُوْفِ عَلَى الْجَنَازَةِ "میں بھی ذکر کی گئی اور اس میں صفیں بنوانے اور چار تکبیریں کہنے کا بھی ذکر ہے۔

(ب) صحیح بخاری ہی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس عورت کی قبر پر نماز پڑھنے والی حدیث بھی موجود ہے جو مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائے بغیر اسے دفن کر دیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا "مجھے اس کی قبر بتاؤ۔" [1]

(ج) نیل الاوطار میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے ایک تازہ قبر پر صفیں بنوا کر چار تکبیروں کے ساتھ جنازہ پڑھنے والی روایت ہے ۔پھر یہ روایت "صحیح بخاری باب صفوف الصبیان مع الرجال فی الجنائز"میں موجود ہے۔

(د) دارقطنی کے حوالے سے ایک مہینہ بعد قبر پر نماز پڑھنے کا ثبوت بھی موجود ہے۔ [2]

لیکن یہ طریقہ ہمارے علاقے میں نہیں پایا جاتا، لوگ قبرستان میں ضرور جاتے ہیں مگر جنازہ پڑھنے کے انداز سے دعا نہیں کرتے اللہ تعالیٰ اس سنت پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

(۳) غائب میت پر جنازہ پڑھنا:

(الف) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جس دن شاہ حبش نجاشی فوت ہوئے اسی دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس کی اطلاع دی:

---

[1] صحیح بخاری: ۱/۱٤۸۔ [2] نیل الاوطار: ٤/٥٥۔

«وَخَرَجَ بِهِمْ اِلَى الْمُصَلّٰى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ عَلَيْهِ اَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ» [1]

''اور آپ ﷺ صحابہ کو لے کر نماز کی جگہ پر گئے صفیں بنوائیں اور چار تکبیروں کے ساتھ جنازہ پڑھایا۔''

صحیح مسلم میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے یہی روایت ہے اور اس میں اس طرح الفاظ ہیں:

«فَقَامَ فَاَمَّنَا وَصَلّٰى عَلَيْهِ» [2]

''آپ ﷺ کھڑے ہوئے ہماری امامت کروائی اور اس پر نماز پڑھی۔''

اس صفحہ پر ایک دوسری حدیث میں یہ بھی ذکر ہے کہ «فَصَفَفْنَا صَفَّيْنِ» ''ہم نے دو صفیں بنائی تھیں۔'' یہ حدیث تقریباً آٹھ صحابہ سے مروی ہے اور تقریباً حدیث کی ساری کتابوں میں موجود ہے۔ جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ غائب میت پر نماز جنازہ نبی اکرم ﷺ نے پڑھا اور پڑھایا ہے۔ مزید برآں کبار محدثین نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے اپنی کتابوں میں عنوان ہی اس طرح کے قائم کیے ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا ثابت ہے اور اس پر محدثین و فقہاء کے باقاعدہ تبصرے ہیں جو ان شاء اللہ آگے ذکر کیے جائیں گے۔

❀......❀......❀

[1] صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہ۔

[2] صحیح مسلم: ۱/ ۳۰۹۔

منکرین غائبانہ نماز جنازہ کی تشکیکات اوران کا جواب

اشکال 1 یہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ خاص تھا کہ وہ غائبانہ نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں، امت نہیں پڑھ سکتی۔ جیسا کہ مالکیہ وغیرہ کا قول ہے۔[1]

جواب: اللہ تعالیٰ نے پوری امت کو نبی اکرم ﷺ کی اطاعت واتباع کا حکم دیا ہے اور آپ ﷺ کو امت کے لیے اسوۂ حسنہ قرار دیا ہے: ﴿ مَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ﴾ عمومی حکم دیا ہے کہ ''رسول جو بھی تمہیں دیں اسے لے لو۔'' اس لیے احکام میں اصل یہی ہے کہ اس میں خصوص نہ ہو۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری (۳/۲۴۳) میں واضح طور پر لکھا ہے کہ (لِاَنَّ الْاَصْلَ عَدَمُ الْخُصُوْصِيَّةِ) لہٰذا! اس وقت تک کسی بھی کام کو نبی اکرم ﷺ کے ساتھ خاص نہیں قرار دیا جاسکتا جب تک خصوص کی واضح دلیل نہ مل جائے۔ جیسا کہ کوئی عورت اپنا آپ نبی ﷺ کو ہبہ کردے اور بغیر نکاح کے آپ اسے بیوی بنالیں،

---

1 فتح الباری : ۳ / ۲٤۳۔

آپ کے ساتھ ہی خاص تھا اور قرآن نے اس کی وضاحت کی ہے کہ ﴿خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ”یہ کام صرف آپ کے ساتھ مخصوص ہے دوسرے اہل ایمان کے لیے نہیں“ اور یہاں اس مسئلہ میں غائبانہ جنازہ آپ ﷺ کے ساتھ خاص ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((لَوْ فُتِحَ بَابُ هَذَا الْخُصُوْصِ لَا نُسَدَّ كَثِيْرٌ مِنْ ظَوَاهِرِ الشَّرْعِ مَعَ اَنَّهُ لَوْ كَانَ شَيْءٌ مَا ذَكَرُوْهُ لَتَوَفَّرَتِ الدَّوَاعِيْ عَلَى نَقْلِهِ))

”یعنی اگر تخصیص کا دروازہ کھول دیا جائے تو شریعت کے بہت سارے کھلے اور ظاہری احکام ختم ہو جائیں حالانکہ اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو اسے نقل کرنے کے اسباب وافر تھے۔ واضح طور پر نقل ہوتا مگر ایسا نہیں ہے۔“

نوٹ احکام شریعت کا معاملہ ایسا نہیں ہے کہ جو شخص جس طرح چاہے کہتا پھرے۔ کوئی مسئلہ اور طریقہ قرآن وسنت سے دلیل کے ساتھ ثابت ہو تو معتبر ہوتا ہے۔ صرف فرض کرنے سے یا احتمال کرنے سے کوئی بات مسئلہ کا درجہ نہیں اختیار کرتی۔ پھر خصوصیات تو احتمال کے ساتھ ثابت ہو ہی نہیں سکتے۔ جیسا کہ ”فتح الباری“ میں بھی ہے اور لطف یہ کہ ”فتح الباری“ کے حوالے سے ”مولانا عبدالحئ لکھنوی“ نے حاشیہ ھدایہ میں بھی اس کا ذکر کرتے ہوئے ایسے لوگوں کی تردید کی ہے جو احتمالات سے خصوصیات کی بات کہہ دیتے ہیں۔ [1]

---

[1] هداية باب الاعتكاف : ٢٢٩/٤۔

علامہ عینی حنفی کا فیصلہ:

شرح بخاری عمدۃ القاری میں علامہ عینی حنفی خصوصیت کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

((هَذَا تَأْوِيْلٌ فَاسِدٌ لِأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِذَا فَعَلَ شَيْئًا مِنْ اَفْعَالِ الشَّرِيْعَةِ كَانَ عَلَيْنَا اتِّبَاعُهُ وَالْاِيْتَاءُ بِهٖ وَالتَّخْصِيْصُ لَا يُعْلَمُ اِلَّا بِدَلِيْلٍ وَمِمَّا يُبَيِّنُ ذٰلِكَ اَنَّهُ ﷺ خَرَجَ بِالنَّاسِ اِلَى الصَّلٰوةِ فَصَفَّ بِهِمْ فَصَلُّوْا مَعَهُ فَعُلِمَ اَنَّ هَذَا التَّاوِيْلَ فَاسِدٌ))

''یعنی غائبانہ نماز جنازہ کو رسول اللہ ﷺ کا خاصہ قرار دینا، تاویل فاسد ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ افعال شریعت سے جب کوئی کام کرتے ہیں تو اس کو نمونہ بنانا اور اتباع کرنا ہم پر لازم ہو جاتا ہے اور تخصیص نہ ہونے کی وضاحت تو اسی بات سے ہو جاتی ہے کہ آپ لوگوں کو ساتھ لے کر گئے، ان کی صفیں بنوائیں اور سب نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی یعنی اگر آپ ﷺ کا خاصہ ہوتا تو صحابہ کیوں ساتھ جاتے؟ لہٰذا یہ کہنا کہ آپ کا خاصہ ہے، تاویل فاسد ہے۔''

علامہ زیلعی حنفی نے نصب الرایہ میں اسی بات کو دلیل بنا کر خاصہ کہنے والوں کو ان کا وہم کہہ کر رد کیا ہے اور کہا کہ اگر یہ آپ ﷺ کا خاصہ ہوتا تو آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ڈانٹ دیتے۔ تو جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی پڑھا بلکہ آپ ﷺ خود

انہیں لے کر گئے ہیں تو یہ خاصہ تو نہ ہوا۔

اشکال ۲ زمینی رکاوٹیں دور کر کے نجاشی کی میت کو آپ ﷺ کے سامنے ظاہر کر دیا گیا تھا یا نجاشی کی چارپائی آپ ﷺ کے سامنے اٹھا دی گئی جس سے آپ ﷺ نے چارپائی کو دیکھا جیسا کہ معراج کے بعد بیت المقدس کو سامنے کر دیا گیا تھا۔ لہٰذا! یہ غائبانہ نماز جنازہ نہ ہوا۔

جواب: اس اشکال کا جواب بھی قریب قریب پہلے اشکال کے جواب میں مذکور ہے یعنی دین اسلام میں کتاب وسنت سے دلیل پیش کر کے بات کو ثابت کیا جاتا ہے۔ اپنے خیال یا احتمال کی بنیاد پر بات کا کوئی اعتبار نہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ کسی صحیح روایت میں ایسا کوئی تذکرہ نہیں کہ نجاشی کی میت آپ کے سامنے کر دی گئی تھی۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس اشکال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ:

((اِنَّ رَبَّنَا عَلَیْهِ لَقَادِرٌ وَ اَنَّ نَبِیَّنَا اَهْلٌ لِذٰلِكَ وَلٰكِنْ لَا تَقُوْلُوْا اِلَّا مَارَوَیْتُمْ وَلَا تَخْتَرِعُوْا حَدِیْثاً مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ وَلَا تُحَدِّثُوْا اِلَّا بِالثَّابِتَاتِ وَدَعُوا الضِّعَافَ فَاِنَّهَا سَبِیْلُ تَلَافٍ اِلٰی مَا لَیْسَ بِهِ تَلَافٌ)) [1]

”یعنی ہمارا رب اس بات پر قادر ہے اور ہمارے نبی ﷺ بھی اس کے اہل ہیں مگر بات وہی کرو جو روایت سے ثابت ہو، اپنی طرف سے کوئی حدیث نہ

---

[1] فتح الباری : ۲۴۳/۳۔

گھڑو، صرف وہی بیان کرو جو مضبوط حدیث سے ثابت ہو اور ضعیف روایت چھوڑ دو کیونکہ یہ ایسی تباہی کا راستہ ہے جس کی تلافی ناممکن ہے۔''

ابن دقیق العید نے بھی کہا ہے: ((هَذَا يَحْتَاجُ اِلٰی نَقْلٍ وَ لَا يَثْبُتُ بِالْاِحْتِمَالِ)) ''یعنی اس بات کو ماننے کے لئے نقلی دلیل کی ضرورت ہے صرف احتمال کرنے سے یہ ثابت نہ ہوگا۔'' (البتہ) علامہ کرمانی بھی فرماتے ہیں: ((قَوْلُهُمْ رَفْعُ الْحِجَابِ مِنْهُ مَمْنُوْعٌ)) ''یہ کہنا کہ میت سے رکاوٹیں دور کر کے اسے سامنے کر دیا گیا تھا، قابل تسلیم نہیں ہے۔'' پھر کہتے ہیں بالفرض یہ مان بھی لیا جائے تو جن صحابہ نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی ان سے تو غائب ہی تھی اور آپ ﷺ کی موجودگی میں یہ عمل ہوا لہٰذا ماننا پڑے گا۔[1]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں اس قول کے قائلین کی طرف سے پیش کیے جانے والے دلائل کا ذکر بھی کیا اور ان کا رد بھی کیا۔ مثلاً ایک روایت وہ پیش کرتے ہیں:

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُشِفَ النَّبِیُّ ﷺ مِنْ سَرِيْرِ النَّجَاشِیِّ حَتّٰی رَاٰهُ وَصَلّٰی عَلَيْهِ))

''ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے سامنے نجاشی کی چارپائی کر دی گئی، آپ ﷺ نے اسے دیکھا اور نماز پڑھی۔''

حافظ صاحب فرماتے ہیں اسے واقدی نے ذکر کیا اور اس کی کوئی سند نہیں ہے۔

---

1 فتح الباری: ۲۴۳/۳۔

اس طرح ابن حبان کے حوالے سے حضرت ابن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر کی ہے:

((فَقَامَ وَصَفُّوْا خَلْفَهُ وَنَعَمْ لَا يَظُنُّوْنَ اِلَّا اَنَّ جَنَازَتَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ))

”پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور ہم نے ان کے پیچھے صفیں بنائیں اور ہاں! ہم یہی خیال کرتے تھے کہ یقیناً ان کی میت ہمارے سامنے ہے۔“

اسی طرح ابوعوانہ کے حوالے سے یحییٰ کی سند سے روایت ہے:

((فَصَلَّيْنَا خَلْفَهُ وَنَحْنُ لَا نَرٰى اِلَّا اَنَّ الْجَنَازَةَ قُدَّامَنَا))

”یعنی ہم نے صفیں بنائیں اور یہی سمجھتے تھے کہ میت ہمارے سامنے ہے۔“

مرعاۃ المفاتیح میں لکھا ہے:

((وَاَمَّا الْاِسْتِنَادُ لِلتَّخْصِيْصِ اِلٰى مَا ذَكَرُوْهُ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَحَدِيْثِ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ)) [1]

”یعنی ابن عباس اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کے حوالے سے جو روایتیں ذکر کی جاتی ہیں ان میں کوئی حقیقت نہیں۔“

پھر حدیث عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہم نے اس طرح سمجھا کہ میت ہمارے سامنے ہے۔ اس سے ذہنی سوچ ثابت ہوتی ہے اور غائبانہ نماز میں بھی یہی نسبت کی جاتی ہے ورنہ فی الواقع میت سامنے نہیں تھی۔ اس کی تائید میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ہی کی روایت جامع ترمذی اور سنن نسائی میں اس طرح ہے، کہتے ہیں:

((فَقُمْنَا فَصَفَفْنَا كَمَا يُصَفُّ عَلَى الْمَيِّتِ وَصَلَّيْنَا عَلَيْهِ كَمَا

[1] مرعاۃ المفاتیح: ٤٧٥۔

يُصَلّٰى عَلَى الْمَيِّتِ))❷

''یعنی ہم کھڑے ہوئے، صفیں بنائیں جس طرح میت پر صفیں بنائی جاتی ہیں اور نماز پڑھی جس طرح میت پر نماز پڑھی جاتی ہے۔''

اور اگر حقیقتاً میت سامنے ہوتی تو تشبیہ دینے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ پھر مرعاۃ، فتح الباری اور دیگر کتابوں میں طبرانی کے حوالے سے حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

((فَصَفَفْنَا خَلْفَهُ صَفَّيْنِ وَمَا نَرىٰ شَيْئاً))

''ہم نے دو صفیں بنائیں اور ہم کچھ نہیں دیکھ رہے تھے۔''

یعنی ہمارے سامنے میت وغیرہ نہیں تھی۔ یہی روایت اپنے معنی میں کتنی واضح ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے شاید اسی بنیاد پر اس طرح بات کی ہے:

((وَلَا بَأْسَ اَنْ يُصَلّٰى عَلَى الْمَيِّتِ بِالنِّيَّةِ فَقَدْ فَعَلَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِالنَّجَّاشِيِّ صَلّٰى عَلَيْهِ بِالنِّيَّةِ وَقَالَ بَعْضٌ لَا يُصَلّٰى عَلَيْهِ بِالنِّيَةِ وَهٰذَا خِلَافُ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الَّذِى لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ خِلَافُهَا وَمَا نَعْلَمُهُ رَوٰى فِىْ ذٰلِكَ شَيْئًا اِلَّا مَا قَالَ بِرَأْيِهٖ))❷

''یعنی میت پر صرف نیت سے ہی نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کے ساتھ ایسا ہی کیا تھا یعنی میت غائب کو حاضر فی الذھن کر کے ہی جنازہ پڑھا تھا۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ غائب میت پر

---

❶ ترمذی: ۱/ ۲۰۱۔ نسائی: ۲۳۶/۱۔ ❷ کتاب الامّ۔

نیت سے جنازہ نہ پڑھا جائے، یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کے خلاف ہے جس کی مخالفت کرنا کسی کے لیے حلال نہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ ایسا کہنے والے نے کوئی دلیل روایت کی ہو سوائے اپنی رائے کے۔''

مزید برآں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((اَلصَّلٰوۃُ عَلَی الْمَیِّتِ دُعَاءٌ لَہُ وَھُوَ اِذَا کَانَ مُلَفَّفًا یُصَلّٰی عَلَیْہِ فَکَیْفَ لَا یُدْعٰی لَہُ وَھُوَ غَائِبٌ اَوْ فِی الْقَبْرِ بِذٰلِكَ الْوَجْہِ الَّذِیْ یُدْعٰی لَہُ وَھُوَ مُلَفَّفٌ)) [1]

''یعنی نماز جنازہ میت کے لیے دعا ہے تو میت جب کفن میں لپٹی پڑی ہو تو اس کے لیے یہ دعا ہو سکتی ہے تو میت غائب یا قبر میں مدفون پر اس طریقے سے دعا کیوں نہیں کی جا سکتی، جس طریقے سے کفن میں لپٹی ہوئی پر کی جاتی ہے؟''

غائبانہ جنازہ پر اجماع صحابہ:

حافظ ابن حزم نے ''محلّی'' میں میت غائب پر امام اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا عنوان قائم کر کے اور دلیل میں بھی نجاشی والی روایت ذکر کر کے کہا ہے کہ

((وَھٰذَا اِجْمَاعٌ مِنْھُمْ لَا یَجُوْزُ تَعَدِّیَةٌ))

''یہ سب صحابہ کرام کا اجماع ہے اس سے تجاوز و زیادتی درست نہیں۔''

جہاں تک واقعہ اسراء کا تعلق ہے تو وہاں صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو سامنے کر دیا تھا اور آپ ﷺ دیکھ دیکھ کر قریش کو نشانیاں بتاتے

---

[1] فتح الباری: ۳/۲٤۲۔

جاتے تھے مگر جنازہ نجاشی کے متعلق اس طرح کی بات قطعاً ثابت نہیں ہے۔

اشکال ۳ نبی اکرم ﷺ نے نجاشی کے علاوہ کسی اور کا غائبانہ جنازہ نہیں پڑھا حالانکہ آپ ﷺ کی زندگی میں بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فوت ہوئے۔

جواب: شریعت اسلامیہ میں کسی بھی کام کے متعلق صرف اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول ﷺ سے ثابت ہو بس کسی بھی کام کے قبول کرنے کے لیے اس کو بار بار کیے جانے کی شرط قطعی طور پر غلط اور نامناسب ہے۔ مومن آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کی سنت پر مطمئن کرے اور اس سے فرار کے لیے حیلے بہانے نہ تراشے۔ لہٰذا کسی مسئلہ کے ثابت ہونے کے بعد یہ کہنا کہ بتاؤ کسی اور وقت میں بھی ایسا ہوا یا کسی اور نے بھی ایسا کیا یہ شیطانی خیال اور بری بات ہے، اس سے توبہ کر کے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا جذبہ پیدا کرنا چاہیے۔ مومن کا کام صرف اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے کے بعد یہ ہوتا ہے کہ ''اَنْ یَقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا'' ''سن لیا اور مان لیا۔''

تاہم نبی اکرم ﷺ سے نجاشی کے علاوہ دیگر مواقع پر بھی غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا ثابت ہے اور آگے امت میں بھی وقتاً فوقتاً یہ سلسلہ ثابت ہے۔ فتح الباری میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت معاویہ بن معاویہ لیثی رضی اللہ عنہ کے غائبانہ طور پر جنازہ کا ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ:

((قَدْ ذُكِرَتْ فِيْ تَرْجُمَتِهِ فِي الصَّحَابَةِ اَنَّ خَبَرَهُ قَوِيٌّ بِالنَّظَرِ اِلَى

جَمِيْعِ طُرُقِهِ)) [1]

''اس روایت کے تمام طرق وسندیں سامنے رکھی جائیں تو یہ روایت قوی ہے۔''

نیل الاوطار میں مزید وضاحت ہے کہ آپ ﷺ اس وقت تبوک میں تھے جب پیچھے مدینہ میں یہ وفات پاگئے اور آپ ﷺ کو اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے غائبانہ طور پر ان کا جنازہ پڑھایا۔

مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ حضرت ام کلثوم جو سودہ بنت زمعہ کی بہن تھیں، مکہ میں فوت ہوئیں تو مدینہ کے مقام بقیع میں آپ ﷺ نے ان کا چار تکبیروں کے ساتھ جنازہ پڑھایا۔

نیل الاوطار میں ابو امامہ باہلی کے حوالے سے معاویہ بن مقرن کے متعلق بھی مروی ہے کہ ان کا غائبانہ نماز جنازہ پڑھایا گیا۔ پھر معاویہ بن معاویہ مزنی کے متعلق حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔ امام شوکانی نے اگرچہ ان روایات کے ضعف کو بیان کر دیا ہے تاہم بطور شاہد اتنا ضرور معلوم ہو سکتا ہے کہ اس مسئلہ میں متعدد بار یہ کام ہونے کی ایک بنیاد ہے۔

صحیح بخاری میں شہدائے احد جن کی تعداد ستر ہے، کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا ثابت ہے اور حدیث کی دیگر معتبر کتب میں بھی یہ روایت ثابت ہے۔ اس مسئلہ پر تفصیلی بحث آگے آئے گی۔ ان شاء اللہ۔

---

[1] فتح الباری: ٣/٢٤٣۔

اشکال ۴ نجاشی ایسے علاقے میں فوت ہوئے جہاں کوئی اور مسلمان نہیں تھا اور ان کا اسلامی طریقہ سے جنازہ نہیں پڑھا گیا تھا اس لیے آپ ﷺ نے ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی۔ اس لیے آج کوئی مسلمان ایسے حالات رکھتا ہو تو اس پر غائبانہ جنازہ پڑھا جائے ورنہ نہیں۔ امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں اس حدیث پر ایسا ہی عنوان قائم کیا ہے، شاید ان کا یہی موقف ہو اور آج کل بھی بہت سے لوگ یہ بات کرتے ہیں۔ خطابی صاحب بھی اسی کے قائل ہیں اور شافعیہ میں سے رویانی نے بھی اسی کو حسن قرار دیا ہے۔[1]

جواب: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں اسے صرف ایک احتمال قرار دیا ہے اور لکھا ہے:

((لَمْ اَقِفْ فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الْاَخْبَارِ مَعِيَ اَنَّهُ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ فِيْ بِلَادِهِ أَحَدٌ))[2]

"میں کسی ایسی خبر پر واقف نہیں ہو سکا جو اس بات پر دلالت کرتی ہو کہ نجاشی کے علاقے سے اس کا جنازہ کسی نے نہیں پڑھا تھا۔"

تو جب کسی بات کی دلیل نہ ہو تو اس پر دعویٰ کرنا درست نہیں ہے۔ اسی طرح امام شوکانی رحمہ اللہ نے نیل الاوطار میں اسے صرف ایک عذر قرار دیتے ہوئے کہا ہے:

((وَهُوَ اَيْضاً جُمُوْدٌ عَلَى قِصَّةِ النَّجَاشِيِّ يَدْفَعُهُ الْاَثَرُ وَالنَّظْرُ))[3]

---

❶ فتح الباری۔ ❷ فتح الباری: ۲۴۳/۳۔ ❸ نیل الاوطار: ۵۵/۴۔

’’یہ بھی نجاشی کے واقعہ پر جمود ہے جس کی نقل اور عقل تردید کرتے ہیں۔‘‘
شیخ عبید اللہ مبارکپوری مرعاۃ المفاتیح میں اس پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ عون المعبود میں لکھا ہے:

((نَعَمْ مَا وَرَدَ فِيْهِ شَيْءٌ نَفياً وَلَا اِثْبَاتًا لٰكِنَّ مِنَ الْمَعْلُوْمِ اَنَّ النَّجَّاشِيَّ اَسْلَمَ وَشَاعَ اِسْلَامُهُ وَوَصَلَ اِلَيْهِ جَمَاعَةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ وَ كَرَّةً بَعْدَ كَرَّةٍ فَيَبْعُدُ كُلَّ الْبُعْدِ اَنَّهُ مَا صَلّٰى عَلَيْهِ اَحَدٌ فِيْ بَلَدِهِ))[1]

’’یہ درست ہے کہ اس کے متعلق (حبشہ میں نجاشی کا جنازہ پڑھے جانے کے متعلق) نفی اور ثبات کی صورت میں کوئی دلیل نہیں لیکن یہ بات تو واضح ہے کہ نجاشی مسلمان ہوا اور اس کا اسلام لانا عام ہو گیا تھا اور مسلمانوں کے کئی افراد وقتاً فوقتاً اس کے پاس جاتے رہتے تھے تو یہ انتہائی ناممکن ہے کہ اس کے علاقے میں کسی نے بھی اس کا جنازہ نہ پڑھا ہو۔‘‘

اس طرح کی بات المغنی میں ابن قدامہ کے حوالے سے درج ہے کہ:

((يَبْعُدُ اَنْ يَكُوْنَ لَمْ يُوَافِقْهُ اَحَدٌ يُصَلِّيْ عَلَيْهِ))[2]

’’یہ ناممکن ہے کہ کوئی بھی ان کے موافق نہ ہوا ہو جو ان کا جنازہ ہی پڑھتا۔‘‘

بعض لوگ جو حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ کی روایت سے دلیل لیتے ہیں ان کی

---

[1] عون المعبود: ۱۵۸/۳۔ [2] المغنی: ۵۱۳/۲۔

تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ روایت تو ان کے خلاف جاتی ہے کیونکہ اس میں آپ ﷺ نے فرمایا تھا:

((صَلُّوْا عَلٰی اَخٍ لَّکُمْ مَاتَ بِغَیْرِ اَرْضِکُمْ))

''یعنی اپنے بھائی پر نماز جنازہ پڑھو جو تمہارے علاقے میں نہیں بلکہ دوسرے علاقے میں فوت ہوا ہے۔''

اس سے مراد ہے کہ اگر وہ تمہارے علاقے میں فوت ہوتا تو تم اس کا جنازہ پڑھتے جس طرح عموماً پڑھتے ہو۔

((لٰکِنَّہٗ مَاتَ فِیْ غَیْرِ اَرْضِکُمْ فَصَلُّوْا عَلَیْہِ صَلٰوۃَ الْغَائِبِ))

''لیکن وہ چونکہ دوسرے علاقے میں فوت ہوئے ہیں اس لیے اس پر غائبانہ نماز جنازہ پڑھو''

آگے فرماتے ہیں:

((فَھٰذَا تَشْرِیْعٌ مِنْہُ وَسُنَّۃٌ لِلْاُمَّۃِ الصَّلٰوۃُ عَلٰی کُلِّ غَائِبٍ))

''اس طرح نبی اکرم ﷺ نے ہر غائب کا جنازہ پڑھنا امت کے لئے سنت اور شریعت کے مطابق بنا دیا ہے۔''[1]

حبشہ میں مسلمان موجود تھے۔علامہ زرکشی نے اپنی کتاب ''البرھان فی علوم القرآن'' میں ''ما حمل من المدینۃ الی الحبشۃ'' کے تحت لکھا ہے:

---

[1] مرعاۃ المصابیح: ۴۷۵/۳۔

((هِیَ سِتُّ اٰیَاتٍ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰی جَعْفَرِ بْنِ اَبِی طَالِبٍ فِیْ خُصُوْمَةِ الرُّهْبَانِ وَالْقِسِّیْسِیْنَ یَا اَهْلَ الْکِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ فَقَرَأَ هَا جَعْفَرٌ عِنْدَ النَّجَاشِیِّ فَلَمَّا بَلَغَ قَوْلَهُ مَاکَانَ اِبْرَاهِیْمُ یَهُوْدِیًّا وَلَا نَصْرَانِیًّا قَالَ النَّجَاشِیُّ صَدَقُوْا مَا کَانَتِ الْیَهُوْدِیَّةُ وَالنَّصْرَانِیَّةُ اِلَّا مِنْ بَعْدِهِ ثُمَّ قَرَأَ جَعْفَرٌ اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرَاهِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ الْاٰیَةَ ۔قَالَ النَّجَاشِیُّ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ وَلِیٌّ لِأَوْلِیَاءِ اِبْرَاهِیْمَ وَ قَالَ صَدَقُوْا وَ الْمَسِیْحُ ثُمَّ اَسْلَمَ النَّجَاشِیُّ وَ اَسْلَمُوْا)) [1]

''یعنی رسول اللہ ﷺ نے علماء نصاریٰ کے ساتھ مناظرہ کے لئے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے پاس یہ چھ آیات بھیجیں ''یَا اَھُلَ الْکِتَابِ'' سے لے کر آخر تک چھ آیتیں۔تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے نجاشی کی موجودگی میں راہبوں اور پادریوں کے سامنے یہ آیتیں پڑھیں۔ جب یہ آیت پڑھی ''مَا کَانَ اِبُرَاھِیُمُ ......یعنی ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے نہ عیسائی تو نجاشی کہہ اٹھا یہ سچ ہے یہودیت اورنصرانیت تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد معرض وجود میں آئیں۔ پھر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے پڑھا: اِنَّ اَولَی النَّاسِ ......یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سب سے زیادہ قریبی وہ لوگ ہیں جو ان کے پیروکار ہیں تو نجاشی نے کہا

[1] البرھان فی علوم القرآن : ۲۰۵/۱ ۔

''اے اللہ! میں ابراہیم علیہ السلام کے دوستوں کا دوست ہوں، یہ لوگ اور مسیح علیہ السلام سچے ہیں۔ پھر نجاشی نے بھی اسلام قبول کر لیا اور ان کے راہبوں اور پادریوں نے بھی اسلام قبول کرلیا۔''

تفسیر فتح القدیر میں علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے قدرے تفصیل سے ذکر کرنے کے بعد کہا:

((فَاٰمَنُوْا بِالْقُرْآنِ وَفَاضَتْ اَعْیُنُھُمْ مِنَ الدَّمْعِ)) [1]

''وہ سب قرآن پر ایمان لے آئے اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔''

تفسیر ابن کثیر میں چھٹے پارے کی آخری آیت کی تفسیر میں بھی واضح طور پر نجاشی کے علاوہ دیگر افراد کے اسلام قبول کرنے کا تذکرہ کیا گیا ہے، جس میں یہ بات واضح انداز میں کہی گئی ہے:

((قَالَ عَطَاءُ بْنُ اَبِیْ رِبَاحٍ : ھُمْ قَوْمٌ مِنْ اَھْلِ الْحَبْشَةِ اَسْلَمُوْا حِیْنَ قَدِمَ عَلَیْھِمْ مُھَاجِرَةُ الْحَبْشَةِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ))

''عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں کہ ان آیات کا مصداق اہل حبشہ کے وہ لوگ ہیں جو مسلمان ہو گئے تھے جب وہاں مسلم مہاجرین آئے تھے۔''

((وَقَالَ قَتَادَةُ : ھُمْ قَوْمٌ کَانُوْا عَلٰی دِیْنِ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ فَلَمَّا رَأَوُا الْمُسْلِمِیْنَ وَسَمِعُوْا الْقُرْآنَ اَسْلَمُوْا))

---

[1] فتح القدیر : ۲/۶۱۔

''حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ یہ وہ لوگ تھے جو دین عیسیٰ پر تھے جب انہوں نے مسلمانوں کو دیکھا اور ان سے قرآن سنا تو وہ مسلمان ہو گئے تھے۔'' ❶

❁ ...... ❁ ...... ❁

❶ تفسیر ابن کثیر: ۲/ ۱۱۹، مطبوعہ جمیعت احیاء التراث الاسلامی۔

وفد نجاشی کا رسول اللہ ﷺ کے پاس آنا اور اسلام قبول کرنا

«عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْ اَصْحَابِ النَّجَّاشِيِّ لِلنَّجَّاشِيِّ ائْذَنْ لَنَا فَلْنَأْتِ هٰذَا النَّبِيَّ الَّذِىْ كُنَّا نَجِدُهُ فِيْ الْكِتَابِ فَاَتَوْا وَاَسْلَمُوْا»❶

''یعنی اصحاب نجاشی کے مومنوں نے نجاشی سے اجازت طلب کی کہ ہم اس نبی کے پاس جائیں جس کا ہماری کتاب میں ذکر کیا گیا، پھر وہ آئے اور اسلام قبول کیا۔''

اسد الغابہ میں نبی اکرم ﷺ کے نجاشی کی طرف خط لکھنے، نجاشی کے اسلام قبول کرنے کا تذکرہ بھی ہے اور آگے ہے کہ اس نے اپنے بیٹے کو ساٹھ دیگر افراد کے ساتھ آپ ﷺ کے ہاں بھیجا مگر کشتی جب سمندر کے درمیان پہنچی تو وہ سب غرق ہو گئے۔❷

❶ الخصائص الکبریٰ للسیوطی: ١٧/١۔ الاصابة: ٤٤/١۔

❷ اسد الغابہ: ٦٢/١۔

اہل حبشہ کے مسلمانوں کے چند نام :(۱)حضرت ابر ہہ رضی اللہ عنہ (الاصابہ:۱۷/۱) (۲)حضرت بحیرا رضی اللہ عنہ (ایضاً)۔(۳)حضرت ادریس رضی اللہ عنہ یہ بھی وفد کے ساتھ مدینہ آئے (الاصابہ:۴۰/۱)۔(۴)حضرت تمام رضی اللہ عنہ (ص۱۸۵)۔ (۵) حضرت تمیم رضی اللہ عنہ (صفحہ۸۸)۔(۶)حضرت درید الراہب رضی اللہ عنہ۔((ذَكَرَ الثَّعْلَبِیُّ فِیْ تَفْسِیْرِهِ اَنَّهُ اَحَدُالْوَفْدِ الَّذِیْنَ وَجَّهَهُمُ النَّجَّاشِیُّ فَلَمَّاسَمِعُوْا الْقُرْآنَ بَكَوْا فَنَزَلَتْ فِیْهِمْ ﴿وَاِذَا سَمِعُوْا ......﴾ ”ثعلبی نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ یہ اس وفد میں شامل تھے جسے نجاشی نے آپ ﷺ کے پاس بھیجا تھا تو جب انہوں نے قرآن سنا تو رونے لگ گئے، انہی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَاِذَا سَمِعُوْا......﴾ (الاصابہ: ۴۶۴/۱) (۷)حضرت اشرف رضی اللہ عنہ۔ حبشہ سے آٹھ راہب آپ کے پاس آئے ان میں ایک یہ تھے۔(صفحہ۶۶)۔(۸)ذوجدن یا زودجن رضی اللہ عنہ۔ حبشہ سے بہتر افراد کا وفد نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا ان میں یہ شامل تھے۔ (اسدالغابہ:۱۴۱/۲) (۹)ذومخبر رضی اللہ عنہ۔ یہ نجاشی کے بھتیجے تھے ان کا تذکرہ سنن ابوداؤد، باب ”فی من نام عن صلوٰۃ او نسیھا“ کے تحت راوی حدیث کے طور پر موجود ہے اور ابوداؤد میں بھی اسے نجاشی کا بھتیجا اور کان یخدم النبی ﷺ نبی کا خدمت گزار بیان کیا گیا ہے۔(ابو داؤد:۶۴/۱) ان کے بارے میں اسدالغابہ(۱۴۴/۲) میں ہے کہ بہتر افراد کے وفد میں آئے اور یہ نبی ﷺ کے پاس رہے حتیٰ کہ بعض نے انہیں آپ ﷺ کے موالی میں شمار کر دیا۔ انہوں نے کئی احادیث روایت کی ہیں جو مسند احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ

وغیرہ میں موجود ہیں (الاصابہ:۴۷۲/۱) نیز (البدایہ والنہایہ: ۳۳۴/۵) اور (تہذیب التہذیب ۳ /۲۲۴) میں بھی ان کا تذکرہ ہے ۔(۱۰)حضرت نافع حبشی رضی اللہ عنہ۔ (الاصابہ: ۵۱۸/۳) آخر میں اسد الغابہ کا ایک مقام نقل کر کے ہم اختتام کرتے ہیں:

((قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم جَعْفَرًا فِیْ سَبْعِیْنَ رَاكِبًا اِلَی النَّجَّاشِیِّ فَلَمَّا بَلَغَهُمْ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ قَدْ ظَهَرَ بِبَدْرٍ اسْتَأْذَنُوْهُ فَقَالَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْ اَصْحَابِ النَّجَّاشِیِّ لِلنَّجَّاشِیِّ ائْذَنْ لَنَا فَلْنَأْتِ هَذَا النَّبِیَّ الَّذِیْ كُنَّا نَجِدُهُ فِی الْكِتَابِ فَأَتَوُا النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَشَهِدُوْا مَعَهُ اُحُدًا، وَذُكِرَ عَنْ مَقَاتِلٍ اَوْغَیْرِهِ قَالَ هُمْ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا اثْنَانِ وَثَلَاثُوْنَ جَاؤُوْا مَعَ جَعْفَرٍ الطَّیَّارِ مِنَ الْحَبْشَةِ وَثَمَانِیَةً مِنَ الشَّامِ بَحِیْرًا وَاَبْرَهَةَ وَالْاَشْرَفَ وَ تَمَامَ وَاِدْرِیْسَ وَاَیْمَنَ وَ نَافِعَ وَ تَمِیْمَ هَذَا الَّذِی ذَكَرَهُ اَبُوْمُوْسٰی وَحْدَهُ)) [1]

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو ستر افراد کے ساتھ نجاشی کی طرف بھیجا جب انہیں اطلاع ملی کہ بدر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح ہوئی تو انہوں نے واپسی کی اجازت لی تو نجاشی کے ساتھیوں میں سے جو ایمان لا چکے تھے انہوں نے کہا ہمیں بھی اجازت دیں ہم اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائیں جس کا تذکرہ ہماری کتاب میں موجود ہے،تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور جنگ

[1] اسد الغابة: ۱/ ٤٤ ۔

احد میں حاضر ہوئے۔مقاتل یاکسی اور سے مروی ہے کہ یہ چالیس افراد تھے بتیس آدمی حضرت جعفر کے ساتھ حبشہ سے آئے اور باقی آٹھ شام سے جن میں بحیرا، ابرہہ، اشرف ،تمام ،ادریس،ایمن ،نافع اور تمیم شامل تھے رضی اللہ عنہم۔'' یہ ساری تفصیل ابوموسیٰ نے ذکر کی ہے۔''

مندرجہ بالا صراحت سے معلوم ہوا کہ حبشہ میں اہل اسلام موجود تھے جن میں بعض صحابی بھی تھے، لہٰذا یہ کہنا کہ وہاں کسی نے جنازہ نہیں پڑھایا تھا یہ ناممکن ہے کہ محض گمان اورخیال کی بنیاد پر رائے قائم کرنا صحیح نہیں ہے۔

پھر اس اشکال کی حیثیت ان دلائل سے بھی ختم ہوجاتی ہے جو اشکال نمبر۳ کے جواب میں ذکر کیے گئے ہیں جن سے واضح پتہ چلتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ وحضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہما کا غائبانہ جنازہ پڑھایا ہے۔

❀ ...... ❀ ...... ❀

شہید کی نماز جنازہ

وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے جام شہادت نوش کرتے ہیں ان کے حاضرانہ جنازے بھی شریعت میں ثابت ہیں اور غائبانہ جنازے بھی۔

ذیل میں ان شاء اللہ دلائل کے ساتھ اس کے ثبوت دیے جائیں گے مگر چونکہ لمبے عرصے سے جہاد لوگوں سے چھوٹا رہا اس لیے جہاں جہاد کی اہمیت و حیثیت اور دیگر جہادی مسائل نظروں سے اوجھل ہوگئے اسی طرح مجاہد شہید کے جنازے کا مسئلہ بھی لوگوں سے چھپا رہا۔ تاہم اب اللہ کے فضل وکرم سے جہاد جاری ہے اور اس کی اہمیت کے متعلقہ آیات و احادیث لوگوں کو معلوم ہو رہی ہیں اور عملاً لوگ اپنی جانیں، اولادیں اور جائیدادیں جہاد کے راستے میں وقف کر رہے ہیں تو بہت سے مسائل اور دین کے معاملات بھی لوگوں کو معلوم ہو رہے ہیں اور ایسا کیوں نہ ہو دین کی زندگی، عمل کی محبت وتلاش جہاد سے ہی تو وابستہ ہے۔

شہید کا حاضرانہ جنازہ:

(۱) «عَنْ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِّ: اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَعْرَابِ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ

فَآمَنَ بِهِ وَاتَّبَعَهُ ثُمَّ قَالَ: أُهَاجِرُ مَعَكَ: فَأَوْصٰى بِهِ النَّبِيُّ ﷺ بَعْضَ أَصْحَابِهِ: فَلَمَّا كَانَتْ غَزْوَةٌ غَنِمَ النَّبِيُّ ﷺ شَيْئًا فَقَسَمَ وَقَسَمَ لَهُ فَأَعْطٰى أَصْحَابَهُ مَا قَسَمَ لَهُ وَكَانَ يَرْعٰى ظَهْرَهُمْ فَلَمَّا جَاءَ دَفَعُوْهُ إِلَيْهِ فَقَالَ: مَاهٰذَا؟ قَالُوْا: قِسْمٌ قَسَمَهُ لَكَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَخَذَهُ فَجَاءَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ قَالَ: قَسَمْتُهُ لَكَ قَالَ: مَا عَلٰى هٰذَا اتَّبَعْتُكَ وَلٰكِنِّي اتَّبَعْتُكَ عَلٰى أَنْ أُرْمٰى إِلٰى هٰهُنَا وَأَشَارَ إِلٰى حَلْقِهِ بِسَهْمٍ فَأَمُوْتَ فَأَدْخُلُ الْجَنَّةَ فَقَالَ: إِنْ تَصْدُقِ اللّٰهَ يَصْدُقْكَ فَلَبِثُوْا قَلِيْلًا ثُمَّ نَهَضُوْا فِيْ قِتَالِ الْعَدُوِّ فَأُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ يُحْمَلُ قَدْ أَصَابَهُ سَهْمٌ حَيْثُ أَشَارَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَهُوَهُوَ؟ قَالُوْا: نَعَمْ۔ قَالَ: صَدَقَ اللّٰهَ فَصَدَقَهُ، ثُمَّ كَفَّنَهُ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ جُبَّةِ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ قَدَّمَهُ فَصَلّٰى عَلَيْهِ فَكَانَ مِمَّا ظَهَرَ مِنْ صَلَاتِهِ: اَللّٰهُمَّ! هٰذَا عَبْدُكَ خَرَجَ مُهَاجِرًا فِيْ سَبِيْلِكَ، فَقُتِلَ شَهِيْدًا وَأَنَا شَهِيْدٌ عَلٰى ذٰلِكَ»[1]

’’حضرت شداد بن الہاد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا۔آپ ﷺ پر ایمان لایا، اتباع کرنے لگا پھر اس نے کہا میں بطور مہاجر آپ ﷺ کے پاس رہنا چاہتا ہوں تو نبی اکرم ﷺ نے اس کے

[1] سنن نسائی، کتاب الجنائز، باب الصلوٰۃ علی الشھدآء، حدیث: ۱۹۵۵۔

معاملات اپنے کسی صحابی کے ذمہ لگا دیے۔ دریں اثنا ایک معرکہ ہوا جس میں نبی ﷺ نے کچھ قیدی یا کچھ دیگر اشیاء مال غنیمت میں حاصل کیں تو جب اسے تقسیم کیا تو اس کا حصہ اس کے ساتھیوں کو دیا۔ وہ سواری کے اونٹ چرایا کرتا تھا۔ جب آیا تو ساتھیوں نے وہ مال اسے دیا۔ وہ کہنے لگا یہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ نبی ﷺ نے مال غنیمت سے آپ کو حصہ دیا ہے۔ وہ لے کر آپ ﷺ کے پاس آ گیا اور کہا کہ یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ میں نے تجھے حصہ دیا ہے۔'' تو اس نے کہا میں نے اس مال کے لیے آپ کی اتباع نہیں کی بلکہ میں نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا، اس لیے آپ ﷺ کی پیروی کی ہے کہ مجھے یہاں تیر لگے، میں مر جاؤں اور جنت میں داخل ہو جاؤں ۔تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو صدق دل سے اللہ کے ساتھ یہ عہد کر رہا ہے تو اللہ تجھے سچا ثابت کر دے گا۔'' کچھ عرصہ بعد دشمن سے قتال کے لیے گئے تو معرکہ میں اسے اس حالت میں نبی ﷺ کے پاس اٹھا کے لایا گیا کہ اس کے اسی مقام پر تیر لگا ہوا تھا جہاں اس نے اشارہ کیا تھا۔آپ ﷺ نے پوچھا ''یہ وہی ہے۔'' صحابہ نے عرض کی ''ہاں!'' فرمایا ''اس نے اللہ سے سچا عہد کیا اور اللہ نے اسے سچا ثابت کر دیا۔'' پھر آپ ﷺ نے اسے اپنے جبہ میں کفن دیا پھر اسے اپنے آگے رکھا اور اس کا جنازہ پڑھایا۔آپ نے اس جنازہ میں جو بلند آواز سے دعائیں کیں ان میں ایک دعا یہ بھی تھی ''اے اللہ! یہ تیرا بندہ تیرے راستے میں مہاجر بن کے نکلا اور شہادت پا گیا، میں اس پر گواہ ہوں۔''

دیکھیں یہ حدیث شہید کے جنازے پر کتنی واضح دلیل ہے اور شہید بھی وہ جس کی شہادت میں کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس پر جنازہ پڑھتے ہوئے آپ ﷺ نے اپنی گواہی کے ساتھ اسے شہید قرار دیا۔

(۲) «عَنْ مُعَاوِيَةَ ابْنِ اَبِیْ سَلَّامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَبِیْ سَلَّامٍ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: أَغَرْنَا عَلَى حَيٍّ مِنْ جُهَيْنَةَ فَطَلَبَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ رَجُلًا مِنْهُمْ فَضَرَبَهُ فَأَخْطَأَهُ وَأَصَابَ نَفْسَهُ بِالسَّيْفِ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَخُوْكُمْ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ! فَابْتَدَرَهُ النَّاسُ فَوَجَدُوْهُ قَدْ مَاتَ، فَلَفَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِثِيَابِهِ وَدِمَائِهِ وَصَلَّى عَلَيْهِ وَدَفَنَهُ، فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! ﷺ أَشَهِيْدٌ هُوَ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَأَنَا لَهُ شَهِيْدٌ» [1]

''حضرت معاویہ بن ابی سلام اپنے باپ سے، وہ اپنے دادا ابوسلام سے اور وہ صحابہ میں سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے جہینہ کے ایک قبیلے پر حملہ کیا تو ایک مسلمان ان کے ایک آدمی کے پیچھے لپکا، اسے تلوار ماری جو اسے تو نہ لگی مگر پلٹ کر اپنے آپ کو لگ گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق فرمایا ''مسلمانو! اپنے بھائی کو پکڑو۔'' لوگ جلدی سے اس کے پاس گئے۔ دیکھا وہ شہید ہو چکا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے اس کے کپڑوں اور

[1] سنن ابو داؤد : کتاب الجهاد ، باب الرجل یموت بسلاحه، حدیث : ٢٥٣٩

خون میں لپیٹ دیا اور اس کا جنازہ پڑھایا اور دفن کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ اللہ کے رسول ﷺ! کیا یہ شہید ہے؟ فرمایا ''ہاں! میں اس پر گواہ ہوں۔'' یہ حدیث بھی شہید کے جنازے پر واضح دلیل ہے۔

③ «عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زُبَيْرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ يَوْمَ أُحُدٍ بِحَمْزَةَ فَسُجِّيَ بِبُرْدَةٍ ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهِ فَكَبَّرَ تِسْعَ تَكْبِيْرَاتٍ ثُمَّ أُتِيَ بِالْقَتْلٰى يَصُفُّوْنَ وَيُصَلِّيْ عَلَيْهِمْ وَعَلَيْهِ مَعَهُمْ» [1]

''حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ احد میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو لانے کا حکم دیا تو انہیں ایک چادر سے ڈھانپا گیا پھر آپ ﷺ نے ان کا جنازہ پڑھایا اور نو تکبیریں کہیں پھر دوسرے شہداء لائے گئے، صفوں میں رکھے گئے اور آپ ﷺ ان پر اور حمزہ رضی اللہ عنہ پر بھی نماز جنازہ پڑھتے تھے۔''

④ «عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا وَقَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى حَمْزَةَ أَمَرَ بِهٖ فَهُيِّئَ اِلَى الْقِبْلَةِ ثُمَّ كَبَّرَ عَلَيْهِ تِسْعاً ثُمَّ جَمَعَ اِلَيْهِ الشُّهَدَاءَ كُلَّمَا أُتِيَ بِشَهِيْدٍ وُضِعَ اِلٰى حَمْزَةَ فَصَلّٰى عَلَيْهِ وَعَلَى الشُّهَدَآءِ مَعَهُ حَتّٰى صَلّٰى عَلَيْهِ وَ عَلَى الشُّهَدَاءِ اثْنَيْنِ وَسَبْعِيْنَ صَلَاةٍ» [2]

---

[1] معانی الآثار للطحاوی: ۱/۲۹۰۔

[2] معجم کبیر والاوسط للطبرانی: ۳/۱۰۸۔۱۰۷۔ احکام الجنائز للألبانی۔

''عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ حمزہ رضی اللہ عنہ پر (نماز جنازہ کے لیے) کھڑے ہوئے تو حکم دیا تو انہیں قبلہ کی جانب صحیح کر کے رکھا گیا اور آپ ﷺ نے نو تکبیروں کے ساتھ جنازہ پڑھایا پھر دوسرے شہداء کو ان کے ساتھ رکھا گیا جب بھی ایک شہید لایا جاتا تو آپ ﷺ اس کا اور حمزہ رضی اللہ عنہ کا بھی جنازہ پڑھاتے حتیٰ کہ آپ نے حمزہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے شہداء پر بہتّر دفعہ نماز جنازہ پڑھی۔''

نوٹ شہدائے احد پر جنازہ کے متعلق بہت سی اسناد کے ساتھ روایات منقول ہیں اور اکثر کے متعلق محدثین کا فیصلہ ہے کہ وہ کمزور وضعیف ہیں مگر ان اسناد میں سے مندرجہ بالا دونوں سندیں صحیح ہیں، ان کے راوی ثقہ ہیں اور ان میں محمد بن اسحاق کی تدلیس بھی نہیں ہے لہٰذا دلائل کے اعتبار سے انہیں صحیح تسلیم کرنے کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

اشکال 1 یہاں ایک اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ صحیح بخاری میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس میں وضاحت ہے کہ شہدائے احد کا جنازہ نہیں پڑھا گیا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی اس قسم کی روایت منقول ہے تو ان احادیث میں اور مندرجہ بالا احادیث میں مطابقت کیسے ہوگی؟

تطبیق (۱) تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ثابت شدہ اصول ہے کہ ایک واقعہ کے متعلق جب ایک راوی بیان کرے کہ نہیں ہوا اور دوسرا بیان کرے کہ ہوا ہے اور راوی دونوں

ثقہ اور معتبر ہوں تو اس راوی کی بات صحیح تسلیم کی جائے گی جو واقعہ کے ثابت ہونے کا راوی ہے۔ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نیل الاوطار میں لکھا ہے کہ:

«اَحَادِیْثُ الصَّلٰوۃِ قَدْ شُدَّ مَنْ عَضَدَھَا کَوْنُھَا مُثْبِتَۃً ، وَ الْاِثْبَاتُ مُقَدَّمٌ عَلَى النَّفْيِ ، وَھٰذَا مَرْجَحٌ مُعْتَبَرٌ» [1]

''شہدائے احد پر جنازہ پڑھنے کی احادیث کو قوی قرار دینے والوں کو اس بات سے مزید تقویت حاصل ہوجاتی ہے کہ یہ احادیث جنازے کا اثبات کرتی ہیں اور اثبات نفی پر مقدم ہوتا ہے اور ترجیح کی یہ وجہ ایسی ہے کہ اسے ماننا ہی پڑتا ہے۔''

(۲) یہ بات بھی انتہائی قابل توجہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ جو شہدائے احد پر نماز جنازہ نہ پڑھے جانے کی روایت کے راوی ہیں، یہ جنگ احد میں شامل ہی نہیں ہوئے۔ خود ان کے والد نے انہیں ان کی بہنوں کی وجہ سے گھر میں رہنے کا کہا تھا۔ صحیح مسلم میں ان کا اپنا بیان ہے کہ والد کے منع کرنے کی وجہ سے میں بدر اور احد میں شامل نہ ہوسکا پھر جب وہ شہید ہوگئے تو میں کسی غزوہ سے پیچھے نہ رہا۔ یہ اس بات کا قرینہ ہے کہ انہیں شہدائے احد پر جنازہ کا علم نہ ہوسکا ہو اور یہ کوئی بعید نہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بہت بڑے علم والے تھے، فرمایا کرتے تھے کہ میں قرآن کی ایک ایک آیت کے متعلق علم رکھتا ہوں کہ وہ کہاں نازل ہوئی (الاتقان) اس کے باوجود کئی

---

[1] نیل الاوطار: ٨١/٤۔

احادیث کا انہیں علم نہیں ہو سکا اور جنگ احد میں تو معاملہ بھی ایسا تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم منتشر ہو چکے تھے اور حالات اتنے خوفناک شکل اختیار کر گئے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی افواہ پھیل گئی تھی اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ وہاں موجود بھی نہیں تھے۔

نوٹ ان روایات کو صحیح تسلیم کرنے سے صحیح بخاری کی روایت پر اثر نہیں پڑتا، وہ اپنی جگہ صحیح ہے۔ اس طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے علم کے مطابق بات کی اور حضرت عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے اپنے علم کے لحاظ سے بات کی اور اصول ہے کہ اثبات والی بات کو ترجیح ہوتی ہے۔ یاد رہے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تلخیص میں اور علامہ زیلعی نے نصب الرایہ میں شہدائے احد کے جنازہ پڑھے جانے والی روایات کا ذکر کیا ہے اور عبیداللہ مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ نے مرعاۃ المفاتیح میں لکھا ہے کہ ان میں بعض روایات حسن ہیں۔

(۳) نماز جنازہ کی نفی والی روایات دو صحابہ سے ہیں۔ ایک حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے، ان کے بارے میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ یہ اس وقت موجود ہی نہ تھے۔ دوسرے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے متعلق نیل الاوطار میں علامہ شوکانی نے لکھا کہ:

«وَاَنَسٌ عِنْدَ تِلْكَ الْوَاقِعَةِ عَنْ صِغَارِ الصِّبْيَانِ»

”انس رضی اللہ عنہ اس واقعہ کے وقت چھوٹے بچوں میں سے تھے۔“

جبکہ اثبات بیان کرنے والے اصحاب زیادہ ہیں اور مزے کی بات یہ ہے کہ ان ضعیف روایات میں ایک روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بھی ہے جسے امام حاکم نے

روایت کیا اور اس میں خود حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جنازہ پڑھایا۔ دیگر روایات عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن زبیر، حضرت انس رضی اللہ عنہم سے بھی اثبات والی روایات موجود ہیں۔ ابو مالک غفاری تابعی رحمۃ اللہ علیہ سے مسند احمد، ابوداؤد، مستدرک حاکم، طبرانی، بیہقی، ابن ماجہ، ابن اسحاق وغیرہ کتب میں موجود ہیں اور ان میں دو روایات جو اوپر لکھی گئی ہیں بالکل صحیح سند والی ہیں تو انہیں کیوں نظر انداز کیا جائے؟

نتیجتاً ان روایات کو قبول کیا جائے تو صحیح بخاری میں شہدائے احد کی غائبانہ نماز جنازہ والی روایات کو اسی منظر میں سمجھا جائے کہ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے احد کا جنازہ حاضرانہ پڑھا پھر آٹھ سال بعد غائبانہ پڑھایا اور اگر کوئی صاحب ان روایات کو صحیح نہ تسلیم کریں اور دلائل سے قطع نظر سینہ زوری سے کام لیں تو سنن نسائی اور ابو داؤد والی صحیح احادیث جن میں شہید ہونے والے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کے آپ نے خود جنازے پڑھائے اور انہیں شہید بھی قرار دیا، تسلیم مسئلہ کے لئے کافی ہیں اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا اِتباعَہُ!

شہید کی غائبانہ نماز جنازہ:

«عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ : أَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم خَرَجَ يَوْمًا فَصَلّٰى عَلٰى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ، ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: اِنِّىْ فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ ،وَاِنِّى وَاللّٰهِ

لَأَنْظُرُ اِلٰی حَوْضِی الْآنَ ، وَاِنِّی أُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ اَوْ مَفَاتِیْحَ الْأَرْضِ وَاِنِّی وَاللّٰہِ مَا أَخَافُ عَلَیْکُمْ أَنْ تُشْرِکُوْا بَعْدِیْ ، وَلٰکِنْ أَخَافُ عَلَیْکُمْ أَنْ تَنَافَسُوْا فِیْھَا ›› ❶

’’حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (حجرہ سے) نکلے اور شہدائے احد کا جنازہ پڑھایا جس طرح میت کا جنازہ پڑھایا جاتا ہے۔ پھر منبر کی طرف پلٹے اور (خطبہ دیا) فرمایا: ’’میں تمہارا پیشرو ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں۔ اللہ کی قسم! میں اب اپنا حوض دیکھ رہا ہوں۔ مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں‘‘ یا فرمایا ’’زمین کی چابیاں دے دی گئی ہیں۔ اللہ کی قسم! مجھے اس بات کا کوئی خطرہ نہیں کہ تم میرے بعد (میرا دین مکمل چھوڑ کر) شرک کرنا شروع کردو گے، ہاں یہ خطرہ ہے کہ تم (زمین کے خزانے کھولنے کے لیے جہاد کرنے کی بجائے) دنیا میں رغبت وشوق شروع کر دو گے۔‘‘

نوٹ یہ حدیث صحیح بخاری میں کئی مقامات پر آئی ہے، ایک مقام اس طرح ہے:

‹‹ صَلَّی رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَی قَتْلَی أُحُدٍ بَعْدَ ثَمَانِیَ سِنِیْنَ کَالْمُوَدِّعِ لِلأَحْیَاءِ وَالْاَمْوَاتِ ›› ❷

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ سال بعد شہدائے احد کا جنازہ پڑھایا گویا آپ زندہ اور مردہ سب کو الوداع کر رہے ہوں۔‘‘

❶ صحیح بخاری : کتاب الجنائز ، باب الصلوٰۃ علی الشھید : ۱۳۴۴، ۳۵۹۶۔

❷ صحیح بخاری : باب غزوۃ أحد، حدیث: ۴۰۴۲۔

اسی حدیث کے آخر میں حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ بھی ہیں:

((فَكَانَتْ آخِرَ نَظْرَةٍ نَظَرْتُهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم))

''یہ میری آخری نظر تھی جو میں نے رسول اللہ ﷺ پر ڈالی۔''

صحیح ابن حبان میں اس روایت کے آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں:

((ثُمَّ دَخَلَ بَيْتَهُ وَلَمْ يَخْرُجْ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ))

''پھر آپ ﷺ گھر کے اندر داخل ہو گئے اور باہر نہیں نکلے حتیٰ کہ اللہ نے آپ کی روح قبض کر لی۔''[1]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے (تقریباً) آٹھ سال بعد، کیونکہ غزوہ احد شوال ۳ ہجری میں ہوا، شہدائے احد کا جنازہ پڑھایا جبکہ آپ ﷺ کی زندگی کے آخری ایام تھے، مسجد نبوی کے اندر جنازہ پڑھایا اور منبر پر خطبہ بھی ارشاد فرمایا، جس میں آپ ﷺ نے خود کو امامت کا پیش رو بیان کرتے ہوئے اس راستے پر چلنے کی ترغیب دلائی جو عملاً آپ ﷺ دے کر جا رہے تھے۔ زمین کی چابیوں کا تذکرہ کر کے ترغیب جہاد اور غلبۂ اسلام کا راستہ سمجھایا اور دنیا کے شوق سے خبردار فرمایا۔

اب اس حدیث پر وارد کئے جانے والے اشکالات کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے اور ساتھ درخواست ہے کہ خلوص دل سے اس کا مطالعہ فرمائیں۔ یہ ذہن میں رہے کہ ہم نے اپنے گروہ یا مسلک کی بات نہیں کی بلکہ نبی اکرم ﷺ کی ایک حدیث کو سمجھنے کی کوشش کرنا ہے۔ ان شاء اللہ۔

---

[1] نیل الاوطار: ٤/ ٤٦۔

اس حدیث پر وارد کیے جانے والے اشکال:

کہا جاتا ہے کہ اس حدیث میں صلّٰی کا معنی دعا کرنا ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ نے فقط دعا و استغفار کیا غائبانہ جنازہ نہیں پڑھایا۔ كَمَا قَالَ النَّوَوِيُّ۔

جواب: حدیث میں فعل صلّٰی کی عملی تشبیہ (صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ) واضح طور پر موجود ہے جو اس بات کو لازم کر دیتی ہے کہ جس طرح میت پر جنازہ پڑھا جاتا ہے اسی طرح آپ ﷺ نے شہدائے احد پر بھی جنازہ پڑھا۔ یہ جملہ گویا اس تاویل کی تردید کرتا ہے۔

محدثین وفقہاء اور شارحین کے موقف:

① امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا کہ یہ جملہ تین معانی سے خالی نہیں یا تو اس حدیث سے یہ ماننا پڑے گا کہ پہلے جو آپ ﷺ شہداء کا جنازہ نہیں پڑھتے تھے وہ منسوخ ہو گیا ہے یا یہ ماننا پڑے گا کہ اتنی مدت (آٹھ سال) بعد شہداء کا جنازہ پڑھنا مسنون ہے یا یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ ان پر جنازہ پڑھنا جائز ہے۔ دوسروں کے خلاف اس لیے کہ وہ کہتے ہیں یہ واجب ہے۔ آگے فرماتے ہیں:

«وَأَيُّهَا كَانَ فَقَدْ ثَبَتَ بِصَلَاتِهِ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ عَلَى الشُّهَدَاءِ»

''جو معنی بھی مراد ہو حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ کے شہدائے احد کا جنازہ پڑھانے سے شہداء کا جنازہ ثابت ہو گیا۔'' ❶

---

❶ فتح الباری: ۳/ ۳۷۰، ۳۷۱۔

(۲) امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے نیل الاوطار میں لکھا: (وَدَعْوَی اَنَّ الصَّلٰوۃَ بِمَعْنَی الدُّعَاءِ یَرُدُّھَا قَوْلُہٗ فِی الْحَدِیْثِ صَلٰوۃً عَلَی الْمَیِّتِ) اور یہ دعویٰ کہ اس حدیث میں صلٰوۃ دعا کرنے کے معنی میں ہے۔ اس دعویٰ کی تردید حدیث کے اندر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے ہی ہوجاتی ہے کہ ''صَلَاتَہٗ عَلَی الْمَیِّتِ'' جس طرح میت پر نماز جنازہ پڑھاتے۔'' مزید فرماتے ہیں یہ بڑا واضح اور اصولی مسئلہ ہے کہ حقائق شرعیہ لغوی مفہوم سے مقدم ہوتے ہیں بالفرض یہ جملہ حدیث میں نہ بھی ہوتا تو پھر بھی صلّی کا معنی حقیقت شرعیہ سے ہوتا اور وہ ''ارکان واذکار والی نماز'' ہے۔ [1]

(۳) انور شاہ کشمیری فیض الباری میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی تاویل ذکر کرنے کے بعد عینی کا رد لکھتے ہیں کہ: (اَنَّہٗ لَیْس بِتَاوِیْلٍ بَلْ تَحْرِیْفٌ) [2] اس حدیث میں ''صلٰوۃ کا معنی دعا کرنا ہے، تاویل نہیں بلکہ حدیث میں تحریف ہے'' (حدیث کا مفہوم بگاڑنا ہے) ((فَاِنَّ الْمَفْعُوْلَ الْمُطْلَقَ لِلتَّشْبِیْہِ فَقَوْلُہٗ صَلٰوتَہٗ عَلَی الْمَیِّتِ صَرِیْحٌ فِیْ اَنَّہٗ صَلّٰی عَلَیْھِمْ کَمَا یُصَلِّیْ عَلَی الْجَنَائِزِ)) ''کیونکہ مفعول مطلق تشبیہ کے لئے ہے اور ''صَلٰوتَہٗ عَلَی الْمَیِّتِ'' کہنا اس معنی میں بڑا واضح ہے کہ اس طرح جنازہ پڑھایا جس طرح دوسرے جنازوں پر نماز پڑھاتے تھے۔'' [3]

(۴) علامہ علاؤالدین بن علی المعروف ابن الترکمانی حنفی لکھتے ہیں کہ حدیث میں (صَلَاتَہٗ عَلَی الْمَیِّتِ"دَلِیْلٌ عَلَی اَنَّہُ الصَّلٰوۃُ الْمَعْھُوْدَۃُ الشَّرْعِیَّۃُ لَا الدُّعَاءُ وَالْاِسْتِغْفَارُ) صَلٰوتَہٗ عَلَی الْمُیِّتِ کے الفاظ اس بات پر دلیل ہیں کہ

---

[1] نیل الاوطار: ۴/۴۷۔ [1] فیض الباری: ۲/ ۴۷۸ [2] مرعاۃ: ۲/۴۸۵۔

اس سے مراد وہ شرعی نماز پڑھنا ہے جو سب کو معلوم ہے، دعا واستغفار مراد نہیں۔" [1]

⑤ سنن نسائی کے حاشیہ میں ہے:

((وَحَمْلُهُ عَلَى الدُّعَاءِ تَأْوِيْلٌ بَعِيْدٌ بِحَيْثُ يَقْرُبُ اَنْ يُسَمَّى تَحْرِيْفاً لَا تَاوِيْلاً)) [2]

"یعنی اس حدیث کو دعا کے معنی پر محمول کرنا ایسا ہے اسے تحریف کہنا مناسب ہے تاویل نہیں۔"

علامہ عینی حنفی نے عمدۃ القاری میں لکھا: ((صَلٰوتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ أَىْ مِثْلَ صَلٰوتِهِ عَلَى الْمَيِّتِ وَهٰذَا يَرُدُّ قَوْلَ مَنْ قَالَ اِنَّ الصَّلٰوةَ فِى الْأَحَادِيْثِ الَّتِىْ وَرَدَتْ مَحْمُوْلَةٌ عَلَى الدُّعَاءِ قُلْتُ هٰذَا عُدُوْلٌ عَنِ الْمَعْنٰى الَّذِىْ يَتَضَمَّنُهُ هٰذَا اللَّفْظُ لِأَجْلِ تَمْشِيَةِ مَذْهَبِهٖ فِىْ ذٰلِكَ وَهٰذَا لَيْسَ بِاِنْصَافٍ)) "یعنی صَلٰوتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ کا معنی ہے جس طرح آپ میت پر جنازہ پڑھاتے اور یہ لفظ ان لوگوں کی تردید کرتا ہے جو کہتے ہیں کہ ان احادیث میں لفظ صلٰوۃ کا معنی دعا ہے۔ میں کہتا ہوں یہ اس حقیقی معنی میں اعراض کرنا اور ٹیڑھا پن اختیار کرنا ہے جس کو یہ لفظ متضمن ہے۔ یہ صرف اپنے مذہب کی حمایت (پارٹی بازی) ہے انصاف نہیں۔" [3]

---

[1] الجوہر النقی: ۴/۱۴۔ [2] سنن نسائی حاشیہ نمبر ۵ ص ۲۲۴۔

[3] عمدۃ القاری: ۸/۱۵۶۔

حدیث کے الفاظ اور مندرجہ بالا محدثین فقہاء و شارحین حدیث کی تصریحات واشگاف انداز میں دعا والا معنی کرنے کو تحریف قرار دیتی ہیں اور صحیح معنی میں نماز جنازہ پڑھنا متعین کرتی ہیں۔ اہل ایمان کو اللہ سے ڈرنا چاہیۓ اور قرآن وسنت سے ثابت ہونے والے مسائل کو تبدیل کرنا یا ان میں کمی بیشی کرنا ایسے یہودیانہ طریقے سے دور رہنا چاہیے۔

اشکال ۲ یہ صرف نبی اکرم ﷺ کی خصوصیت تھی۔

جواب: خصوصیت کا دعویٰ بلا دلیل ہے۔ اگر خصوصیت ہوتی تو ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیوں ادا کرتے؟ اور پھر آپ ﷺ خطبہ کیوں دیتے؟

اشکال ۳ یہ صرف شہدائے احد کے ساتھ خاص تھا دوسرے شہداء کے لئے جنازہ نہیں یہ بات بھی بغیر دلیل کے ہے بلکہ ان احادیث سے جہالت پر مبنی جن میں واضح طور پر نبی اکرم ﷺ کے شہداء کا جنازہ پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے۔

اشکال ۴ کہا جاتا ہے کہ پوری امت میں معروف ہے کہ شہید کا جنازہ نہیں ہوتا اسے ضرورت ہی نہیں کہ اس کے لئے دعائیں کی جائیں کہ اس کے سارے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں اور اس کا کوئی حساب کتاب نہیں ہوگا۔

جواب: جہاں تک شہید کے گناہوں کی معافی اور اس سے حساب کتاب نہ ہونے کا تعلق ہے تو اس میں تو کوئی شبہ نہیں، یہ احادیث میں موجود ہے اور اس سے جہاد کی اہمیت وعظمت کا پتہ چلتا ہے مگر اس بنیاد پر یہ کہنا کہ شہید کو دعا کی ضرورت نہیں

اس لیے اس کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیے، یہ صحیح نہیں ہے۔ دیکھیں انبیاء کرام کی آخرت میں کامیابی پر کوئی شبہ نہیں، ان کے لئے دعائیں ہوتی ہیں۔ خود ہمارے پیغمبر جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے امت کو حکم دیا ہوا ہے کہ میرے لئے دعائیں کیا کرو اور بعد اذان دعا کرنے کا حکم بھی ہے اور اس پر شفاعت کا وعدہ بھی ہے اس لیے اس بات کی کوئی حیثیت نہیں کہ شہداء کا جنازہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ دوسرے یہ کہنا کہ پوری امت میں معروف ہے کہ شہید کا جنازہ نہیں ہوتا یہ بھی درست نہیں ہے۔ ٹھیک ہے اس مسئلہ میں (شہید کا جنازہ) مختلف اقوال ہیں تاہم اکثر نے جنازہ پڑھنے کو ہی ترجیح دی ہے۔

① امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ((اَلصَّلٰوۃُ عَلَی الشَّھِیْدِ أجْوَدُ وَاِنْ لَمْ یُصَلُّوْا عَلَیْهِ أَجْزَأُ)) ''عمدہ ترین بات یہ ہے کہ شہید کا جنازہ پڑھا جائے تاہم اگر نہ بھی پڑھا جائے تو کوئی بات نہیں۔'' ❶

② امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ((وَالصَّوَابُ فِیْ الْمَسْاَلَةِ اَنَّهُ مُخَیَّرٌ بَیْنَ الصَّلٰوۃِ عَلَیْھِمْ وَتَرْکِھَا)) ''اس مسئلہ میں درست بات یہ ہے کہ شہداء کا جنازہ پڑھنے اور نہ پڑھنے میں اختیار ہے، چاہے پڑھو یا نہ پڑھو۔'' ❷

③ امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (اِنْ صَلّٰی عَلَی الشَّھِیْدِ فَحَسَنٌ) ''اگر شہید کا جنازہ پڑھے تو بہتر یہی ہے۔'' آگے لکھتے ہیں: (لَیْسَ یَجُوْزُ اَنْ

❶ فتح الباری: ۲٦۹/۳۔ ❷ فقه السنه: ۱/٤٤٦۔

يَتْرُكَ أَحَدَ الْأَثْرَيْنِ الْمَذْكُوْرَيْنِ لِلْآخِرِ بَلْ كِلَا هُمَا حَقٌّ مُبَاحٌ) ’’یہ درست نہیں کہ ایک دلیل تسلیم کر لی جائے اور دوسری کو چھوڑ دیا جائے بلکہ دونوں صورتیں حق اور مباح ہیں۔‘‘ [1]

④ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جامع میں لکھا:

((قَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الشَّهِيْدِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا يُصَلّٰى عَلَى الشَّهِيْدِ ......وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَبِهِ يَقُوْلُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَ قَالَ بَعْضُهُمْ يُصَلّٰى عَلَى الشَّهِيْدِ ......وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوْفَةِ وَبِهِ يَقُوْلُ اِسْحَاقُ)) [2]

’’یعنی شہید کے جنازہ میں اہل علم کا اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں کہ نہ پڑھا جائے یہ اہل مدینہ، شافعی اور ایک روایت کے مطابق احمد کا قول ہے اور بعض کہتے ہیں شہید کا جنازہ پڑھا جائے اور یہ امام ثوری، اہل کوفہ اور اسحاق کا قول ہے۔‘‘

⑤ علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((وَلَا شَكَّ اَنَّ الصَّلٰوةَ عَلَيْهِمْ أَفْضَلُ مِنَ التَّرْكِ اِذَا تَيَسَّرَتْ)) [3]

’’اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر ممکن ہو تو شہید کا جنازہ پڑھنا نہ پڑھنے سے افضل ہے۔‘‘

---

❶ مرعاة : ۳۸۵، ۳۹۰ ❷ جامع ترمذی : ۱/ ۲۰۱۔
❸ احکام الجنائز : ۱۰۸۔

(٦) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی صحیح بخاری میں مطلق باب باندھا ہے: ''بَابُ الصَّلٰوۃِ عَلَی الشَّھِیْدِ '' کوئی فیصلہ کن انداز اختیار نہیں کیا گیا اور آگے دو احادیث ایک حضرت جابر رضی اللہ عنہ والی اور دوسری حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ والی یعنی ایک نہ پڑھی جانے والی اور دوسری پڑھی جانے والی ذکر کردی۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے اس انداز پر نوٹ لکھتے ہوئے فرمایا کہ ''اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔''

فیصلہ کریں!

دیکھیں اسلاف میں سے کسی نے شہید کا جنازہ بالکل نہ پڑھنے پر زور نہیں دیا بلکہ جنازہ پڑھنے کو افضل اور بہتر قرار دیا ہے۔ لہٰذا جو لوگ آج باقاعدہ مہم چلا رہے ہیں شہداء کے جنازوں کے خلاف انہیں سوچنا چاہیے کہ ہمارے اس طرز عمل کے پیچھے کون سے دلائل ہیں اور ہمارے اس انداز سے اللہ نہ کرے کہیں جہاد اور مجاہدین کی توہین اور کفر کو فائدہ تو نہیں پہنچ رہا؟

نوٹ دنیا میں جتنے بھی ایسے لوگ ہیں جو شہید کے جنازے کے بارے میں کہتے ہیں کہ نہیں پڑھنا چاہیے ان کے پاس دلیل صرف حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے اور کوئی دلیل نہیں ہے ...... اور اس کے متعلق وضاحت آپ پہلے پڑھ چکے ہیں پھر دوسرے شہداء کے جنازے والی احادیث بھی آپ پڑھ چکے ہیں۔ آٹھ سال بعد شہدائے احد کے جنازے والی حدیث بھی آپ دیکھ چکے ہیں، اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص اس بات پر مصر رہے کہ شہید کا جنازہ نہیں تو پھر اسلام کے معاملے تو تقویٰ پر چلتے

ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے حیا کرنا چھوڑ دے تو اسے تو نہیں روکا جا سکتا وہ جو مرضی کہتا رہے...... ہاں یہ ضرور سوچے قیامت کے دن اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے، وہاں کے متعلق سوچ لے۔

اشکال 5 ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ بتاؤ اور شہداء کے جنازے پڑھے گئے ہیں اور امت نے ایسا عمل کیا ہے؟

جواب : مندرجہ بالا بحث میں احادیث گزر چکی ہیں جن میں شہداء کے جنازے خود نبی اکرم ﷺ نے پڑھائے اور صحابہ نے پڑھے۔ سنن نسائی اور ابو داؤد کے حوالے سے شہداء کے جنازے پر بھی دو صحیح احادیث عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے حوالے سے گزر چکی ہیں۔ اس سے اس سوال کا جواب تو ہو گیا تاہم آج کل یہ وہم اور خطرۂ شیطانی عام ہوتا جا رہا ہے کہ لوگ حدیث دیکھ کر بھی کہتے ہیں جی بتاؤ بعد میں کسی نے اس پر عمل کیا ہے...... یہ درست نہیں ہمارے لیے حجت قرآن و سنت ہے۔ جو عمل حدیث سے ثابت ہو جائے اس پر ہمیں مطمئن ہونا چاہیے۔ یہ کہنا کہ بعد میں کسی نے ایسا کیا یا کوئی اور اس کا قائل ہے، یہ تقلیدی سوچ ہے۔ اس سے حدیث پر اعتماد نہیں اور بعد والوں پر یقین نظر آتا ہے۔ بعد میں اگر کسی نے وہ کام کیا تو پھر ہمارے دل مطمئن ہو جائیں گے ورنہ کیا صرف حدیث پر اعتماد نہیں؟ عقیدہ یہ ہونا چاہیے کہ جو کام قرآن و حدیث سے ثابت ہو جائے بس وہ درست ہے، خواہ بعد میں ساری قوم بھی اس کو چھوڑ دے ہمیں قوم کے پیچھے نہیں لگنا چاہیے...... تاہم ایسا بھی

نہیں کہ امت میں وہ عمل ہوا ہی نہ ہو۔صرف ہمارے علم میں کوتاہی ہوسکتی ہے دین پر عمل ہر دور میں ہوتا رہا ہے اور ایک جماعت اللہ تعالیٰ نے ایسی قائم رکھنا ہے جو نبی ﷺ اور صحابہ والے منہج پر قائم رہے گی۔ہمیں اپنے عقیدے مضبوط رکھنا چاہیے، اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

ذیل میں ہم ایسے لوگوں کے اطمینان کی خاطر شہداء اور دوسرے فوت شدگان کے جنازوں کے چند حوالہ جات ذکر کرتے ہیں جن سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوجائے گی کہ غائبانہ جنازہ امت میں تواتر وتسلسل سے چلتا آیا ہے۔ان شاء اللہ۔

عہد صحابہ میں شہداء کے حاضرانہ جنازے:

(۱) امیر المومنین جرنیل اسلام حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور ان کی شہادت ان کی اپنی دعا سے ثابت ہے اور نبی اکرم ﷺ کے فرمان سے بھی، جب آپ ﷺ جبل احد پر چل رہے تھے اور پہاڑ نے حرکت کی تو آپ ﷺ نے اسے پاؤں مارا۔"ٹھہر جا! تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔" ابولؤلؤ مجوسی نے انہیں خنجروں کے پے درپے وار کرکے حالت امامت میں مسجد نبوی کے اندر اتنا زخمی کیا کہ سارا پیٹ پھٹ گیا اور اسی حالت میں آپ شہید ہوئے تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کا جنازہ پڑھا اور حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ نے جنازہ پڑھایا۔

(۲) خلیفۂ ثالث امیر المومنین حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ بھی شہید کیے گئے اور ان کی شہادت کی سند بھی دربار نبوت سے صادر ہوچکی تھی۔تو باوجود حالت

مخدوش ہونے کے، ان کا بھی جنازہ پڑھایا گیا۔اسی طرح دیگر کئی صحابہ شہید ہوئے اور ان کا جنازہ پڑھایا گیا اور یہ ایسے دلائل ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہداء کے جنازے پڑھا کرتے تھے۔

عہد صحابہ میں شہداء کے غائبانہ جنازے:

کوئی شخص یہ اعتراض نہ کرے کہ حضرت عمر وحضرت عثمان رضی اللہ عنہما ٹھیک ہے شہید تو ہیں مگر یہ معرکہ میں تو شہید نہیں ہوئے تھے۔تو اس کے جواب میں پہلے ''نسائی اور ابوداؤد'' اور دیگر حوالہ جات سے بیان کیا جا چکا ہے کہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معرکہ میں شہید ہونے والوں کا جنازہ پڑھایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پڑھا ہے۔اب رہ گئی بات عہد صحابہ میں شہداء کے غائبانہ جنازے کی، تو ذیل میں ان کے متعلق چند دلائل ذکر کیے جاتے ہیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کا غائبانہ جنازہ:

ابو جہل کی بیٹی جویریہ جن سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کرنا چاہا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا تھا، ان کے بیٹے حضرت عبدالرحمٰن جنگ جمل میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھے اور صحابہ کرام کو نماز پڑھاتے تھے، یہ جنگ جمل میں شہید ہوئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی لاش کو دیکھا تو کہا:((هٰذَا يَعْسُوْبُ الْقَوْمِ)) ''یہ قوم کا سردار تھا۔'' ان کے اعضاء کٹ گئے اور گوشت خور پرندے نے ان کا ہاتھ اٹھایا

اور اسے مدینہ جا پھینکا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انگلی میں پڑی ہوئی انگوٹھی سے پہچانا اور وہاں ان کا غائبانہ جنازہ پڑھا۔ ❶

شہدائے شام پر مدینہ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے غائبانہ جنازہ پڑھایا:

((عَنْ عَامِرٍ أَنَّ عُمَرَ صَلَّى عَلَى عُظَّامٍ بِالشَّامِ)) ❷

''حضرت عامر بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شام کے علاقہ میں شہید ہونے والے مجاہدین جن کے جسم پارہ پارہ ہو چکے تھے، مدینہ میں ان کا جنازہ پڑھایا۔''

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا شہداء کا جنازہ پڑھنا:

((قَالَ الشَّافِعِيُّ أَنَا بَعْضُ أَصْحَابِنَا عَنْ ثَوْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ أَنَّ ابَا عُبَيْدَةَ صَلَّى عَلَى رُؤُوسٍ)) ❸

''امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہمیں ہمارے بعض ساتھیوں نے ثور کے واسطے سے خالد بن معدان کی یہ بات بتائی کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے جن شہداء کے سر کاٹ دیے گئے تھے، کا جنازہ پڑھایا۔''

---

❶ تلخیص الحبیر : ۱۴۴/۲ ۔ أُسد الغابہ ۳۰۸/۳ ۔
❷ مصنف ابن ابی شیبه : ۳۵٦/۳ ۔ المهذب لامام ابی اسحاق شیرازی: ۱۳٤
❸ تلخیص الحبیر : ۱۴۴/۲ ، ووصله ابن ابی شیبه ،بیهقی،المهذب۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے غائبانہ جنازہ پڑھایا:

((قَدْ رَوَى ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ وَكِيعٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ رَجُلٍ أَنَّ أَبَا أَيُّوبَ صَلَّى عَلَى رَجُلٍ)) ❶

”ابن ابی شیبہ نے وکیع سے روایت کیا، انہوں نے سفیان سے اور انہوں نے ایک آدمی سے کہ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے ایک شہید کے صرف پاؤں سے پہچان کر نماز جنازہ پڑھی۔“

امت میں غائبانہ جنازہ پڑھنے کا تسلسل:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا تین مرتبہ حاضرانہ جنازہ پڑھا گیا اور:

((صُلِّيَ عَلَيْهِ صَلوٰةُ الْغَائِبِ فِيْ غَالِبِ بِلَادِ الْإِسْلَامِ الْقَرِيْبَةِ وَالْبَعِيْدَةِ حَتَّى فِي الْيَمَنِ وَالصِّيْنِ وَاَخْبَرَ الْمُسَافِرُوْنَ أَنَّهُ نُوْدِيَ بِاَقْصَى الصِّيْنِ لِلصَّلوٰةِ عَلَيْهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ الصَّلوٰةُ عَلَى تَرْجُمَانِ الْقُرْآنِ)) ❷

”اسلامی شہروں کے دور و نزدیک اکثر شہروں میں حتیٰ کہ یمن و چین میں ان کا جنازہ پڑھا گیا اور مسافروں نے بتایا کہ اطراف چین میں اعلان کیے گئے کہ لوگو! ترجمان قرآن کا جنازہ پڑھنے کے لئے جمع ہو جاؤ۔“

---

❶ تلخیص الحبیر : ۱۴۴/۲۔

❷ ذیل طبقات الحنابلة : ۴۰۷/۲ والبدایة : ۱۴۔

پھر تقریباً سوا پانچ ماہ بعد قاضی نجم الدین یابسی مصری کے ساتھ بھی امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا غائبانہ جنازہ پڑھا گیا۔❶

پھر اہل مدینہ کو ان دونوں شیوخ کی وفات کی خبر ملی تو:

((فَنُوْدِیَ بِالصَّلٰوةِ عَلَيْهِمَا صَلٰوةَ الْغَائِبِ))❷

''دونوں کے غائبانہ جنازہ کے لئے اعلان کیے گئے۔''

ابو بکر احمد بن علی بن احمد رحمۃ اللہ علیہ ۹ ذی الحجہ کو میدان عرفات میں فوت ہوئے اور انہیں مکہ میں حضرت فضیل بن عیاض کے پہلو میں دفن کیا گیا، یہ ۵۰۳ھ کا واقعہ ہے تو ان کی وفات کی خبر جب بغداد پہنچی تو:

((فَاجْتَمَعُوْا لِلصَّلٰوةِ صَلٰوةَ الغَائِبِ))

''تو لوگ ان کی غائبانہ نماز جنازہ کے لئے جمع ہوئے۔''

((حَتّٰی لَوْ مَاتَ بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُمْ مَزِيْدٌ عَلٰى ذٰلِكَ الْجَمْعِ))❸

''اور اس کثرت سے جمع ہوئے کہ اگر ان کی وفات بغداد والوں کے درمیان ہوتی تو اس سے زائد افراد جمع نہ ہو سکتے۔''

حافظ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ اس کے متعلق لکھتے ہیں:

((نُوْدِیَ فِی الْبَلَدِ بِالصَّلٰوةِ عَلَيْهِ صَلٰوةَ الْغَائِبِ))❹

---

❶ البداية : ١٤٣/١٤۔ ❷ الدور الكامنة : ٥٣٨/١۔

❸ البداية والنهاية : ١٧/١٣۔ ❹ ذيل طبقات الحنابلة : ١٠٦/١۔

''شہر میں غائبانہ جنازہ کے لیے اعلان کروائے گئے اور لوگ بغداد کے دونوں کناروں سے جمع ہوئے۔''
حتیٰ کہ امیر المومنین مستظہر باللہ کی حکومت کے آدمی بھی آئے۔

ابو القاسم یوسف بن ابی القاسم بن عبدالسلام الالوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے شہر حواری میں ۱۱۳ھ کے آخر میں فوت ہوئے:

((وَصُلِّیَ عَلَيْهِ يَوْمَ النَّحْرِ بِبَيْتِ الْمُقَدَّسِ صَلٰوةَ الْغَائِبِ وَصُلِّیَ عَلَيْهِ بِدِمَشْقَ تَاسِعَ عَشَرَ ذِی الْحَجَّةِ))[1]

''بیت المقدس میں عید الاضحیٰ کے دن ان پر غائبانہ نماز جنازہ پڑھی گئی اور دمشق میں ۹ ذی الحجہ کو پڑھی گئی۔''

ابن العزلی مکی فرماتے ہیں میں اپنے شیخ ابو بکر بن احمد بن حسین بن عمر شافعی کی مجلس میں مدینہ میں ہوتا تو جب خراسان کی جانب سے جب کسی کی موت کی خبر آتی تو:

((تَرَحَّمَ عَلَيْهِ وَقَامَ يُكَبِّرُ وَصَلَّيْنَا عَلَيْهِ))[2]

''وہ رحمت کی دعا کرتے ہوئے اٹھتے، تکبیر کہتے اور ہم سب جنازہ پڑھتے۔''

عبدالسلام بن محمد مصری ۲۳ یا ۲۷ صفر ۶۹۶ھ مدینہ میں فوت ہوئے اور بقیع غرقد میں دفن کیے گئے اور چھ ماہ بعد:

((صَلَّی عَلَيْهِ بِجَامِعِ دِمَشْقَ صَلٰوةَ الْغَائِبِ فِی شَهْرِ رَمَضَانَ))[3]

---

[1] ذیل الطبقات الحنابلة : ۲۷۷/۲۔
[2] عارضة الاحوذی : ۲٦٠/٤۔
[3] ذیل :۳۳۵/۳۔ البدایة : ۱۳۱۔

”جامع دمشق میں رمضان المبارک کے اندر ان پر غائبانہ نماز جنازہ پڑھایا گیا۔“

محمد بن حسن بن علی بن قتادہ ۱۴ ربیع الاول ۱۰۷ھ مکہ میں فوت ہوئے اور:

((فَصَلَّى عَلَيْهِ بِالْقَاهِرَةِ صَلٰوةَ الْغَائِبِ)) ❷

”قاہرہ میں ان کا غائبانہ جنازہ پڑھایا گیا۔“

فقیہ علی بن محمد محدث بعلبک میں فوت ہوئے اور جامع دمشق میں غائبانہ جنازہ پڑھایا گیا۔

عبداللہ بن ابو القاسم مالکی، شیخ یحییٰ کردی، شیخ حسن المغربی تینوں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے تو ان تینوں اور مدینہ میں فوت ہونے والے ایک گروہ کا غائبانہ جنازہ یکم رمضان بروز جمعہ دمشق میں ادا کیا گیا۔ ❷

ملا علی قاری حنفی ۱۰۱۴ھ مکہ میں فوت ہوئے:

((وَلَمَّا بَلَغَ خَبَرُهُ عُلَمَاءَ مِصْرَ صَلُّوا عَلَيْهِ بِجَامِعِ الْاَزْهَرِ صَلٰوةَ الْغَيْبَةِ فِيْ مَجْمَعٍ يَجْمَعُ اَرْبَعَةَ آلَافٍ)) ❸

”ان کی وفات کی خبر جب علمائے مصر کو پہنچی تو جامعہ الازہر میں تقریباً چار ہزار افراد کے عظیم اجتماع نے ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔“

---

❶ الکامنة : ۴۳/۳۔ ❷ البدایة والنهایة : ۱۰۱/۱۴۔

❸ طرب الاماثل بتراجم الافاضل از مولانا عبدالحئی لکھنوی : ۲۸۶۔

شیخ عبدالحق دہلوی حنفی فرماتے ہیں کہ:

﴿ وَقَدِ اسْتَمَرَّتِ الْعَادَةُ فِي الْحَرَمَيْنِ الشَّرِيْفَيْنِ وَتَعَارَفَتْ أَنَّهُمْ إِذَا سَمِعُوْا مَوْتَ أَحَدٍ مِّنَ الصُّلَحَاءِ اجْتَمِعُوْا وَصَلُّوْا عَلَيْهِ ــ ﴾ [1]

''حرمین شرفین میں ہمیشہ سے یہ عادت مشہور رہی ہے کہ جب بھی وہ کسی صالح آدمی کی وفات کی خبر سنتے ہیں تو جمع ہوتے ہیں اوراس کا جنازہ پڑھتے ہیں۔'' (وَ مَعَهُمْ كَثِيْرٌ مِّنَ الْحَنَفِيَّةِ)

نوٹ مزید تفصیل کے لیے اصحاب ذوق البداية والنهاية ،ذيل طبقات الحنابلة ، الدورالكامنة لابن حجر،الكواكب السائرة باعيان المائة العاشرة ، شذرات الذهب وغیرہ کتب کا مطالعہ کریں سینکڑوں غائبانہ جنازے بڑے تسلسل کے ساتھ سنہ وار امت میں پڑھے پڑھائے ملیں گے۔شیخ الحدیث کرم الدین رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الصلوٰة على الميت الغائب ''میں تقریباً ڈیڑھ سو افراد کے غائبانہ جنازے بادلائل ثابت کیے ہیں۔

اس لیے یہ کہنا کہ سوائے نجاشی رحمہ اللہ کے اورکوئی غائبانہ جنازہ ثابت نہیں حقیقت کے خلاف ہے۔

❀......❀......❀

[1] مدارج النبوة : ۴۵۳/۳۔

احناف کی خدمت میں گزارش

آج ہمارے ملک میں حنفی حضرات بڑی تعداد میں بستے ہیں، ان کا موقف ومسلک تقلید امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہے جیسا کہ وہ خود بھی یہ بات کہتے ہیں اور ستم کی بات یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی باتیں پڑھتے نہیں ہیں۔ شہید کے غائبانہ جنازے کے حوالے سے یہ لوگ بڑی شدومد سے تردید کرتے نظر آتے ہیں تو ان کی خدمت میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا موقف پیش کیا جاتا ہے:

((وَيُرَجِّحُ اَبُوحَنِيْفَةَ وَالثَّوْرِيُّ وَالْحَسَنُ وَابْنُ الْمُسَيَّبِ رِوَايَاتُ الْفِعْلِ فَقَالُوْا بِوُجُوْبِ الصَّلٰوةِ عَلَى الشَّهِيْدِ)) [1]

''امام ابوحنیفہ، ثوری، حسن اور ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہم فعلی روایات (جن میں جنازہ پڑھا جانے کا تذکرہ ہے) کو ترجیح دیتے ہیں اور اس بات کے قائل ہیں کہ شہید کا جنازہ پڑھنا واجب ہے۔''

((وَقَالَ الثَّوْرِيُّ وَ اَبُوْحَنِيْفَةَ يَجِبُ الصَّلٰوةُ عَلَيْهِ كَسَائِرِ

[1] فقه السنة : ١/٤٤٦ـ

الْاَمْوَاتِ عَمَلاً بِعُمُوْمِ أدِلَّةِ الصَّلٰوةِ عَلَى الْمَيِّتِ ......)) ❶

''اور ثوری اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ اس بات کے قائل ہیں کہ شہید کا جنازہ پڑھنا واجب ہے، ان احادیث و دلائل کے عموم پر عمل کرتے ہوئے جن میں میت کا جنازہ پڑھنا بیان کیا گیا ہے۔''

اسی طرح جامع ترمذی میں اور نیل الاوطار میں بھی واضح طور پر امام ابو حنیفہ اور اہل کوفہ وغیرہ کا یہ قول لکھا ہوا ہے کہ شہید کا جنازہ پڑھنا واجب ہے۔

فقہ حنفی کی چوٹی کی کتاب ہدایہ میں موقف سے دلیل:

ہدایہ جلد اول باب الشہداء میں لکھا ہے:

((اَلشَّهِيْدُ مَنْ قَتَلَهُ الْمُشْرِكُوْنَ اَوْ وُجِدَ فِى الْمَعْرِكَةِ وَ بِهِ أَثَرٌ اَوْ قَتَلَهُ الْمُسْلِمُوْنَ ظُلْماً وَلَمْ يَجِبْ بِقَتْلِهِ دِيَةٌ فَيُكَفَّنُ وَيُصَلّٰى عَلَيْهِ وَلَا يُغْسَلُ)) ❷

''شہید وہ ہوتا ہے جسے مشرک قتل کریں یا دوران معرکہ اسے اس حالت میں پایا جائے کہ وہ زخمی ہو یا مسلمان ہی اسے ظلماً قتل کر دیں اور اس قتل میں دیت نہ پڑتی ہو تو اس شہید کو کفن بھی پہنایا جائے گا اور جنازہ بھی پڑھا جائے گا اور غسل نہیں دیا جائے گا۔''

---

❶ مرعاة الفاتيح : ٤٨٥/٢ـ

❷ هداية جلد اول باب الشهداء : ص١٨٣ـ

آگے لکھتے ہیں:

((وَالشَّافِعِیُّ یُخَالِفُنَا فِی الصَّلٰوۃِ وَیَقُوْلُ السَّیْفُ مَحَّاءٌ لِلذُّنُوْبِ فَاَغْنَی عَنِ الشَّفَاعَۃِ وَنَحْنُ نَقُوْلُ الصَّلٰوۃُ عَلَی الْمَیِّتِ لِاِظْھَارِ کَرَامَتِہٖ وَالشَّھِیْدُ اَوْلٰی بِھَا))

’’امام شافعی شہید پر نماز جنازہ کے معاملے میں ہمارے مخالف ہیں اور کہتے ہیں تلوار گناہوں کو مٹا دیتی ہے لہٰذا شہید کی شفاعت کرنے کی ضرورت نہیں اور ہم کہتے ہیں میت کا جنازہ اس کی کرامت ظاہر کرنے کے لئے ہوتا ہے اور شہید اس کا سب سے زیادہ حق دار ہے۔‘‘

مزید برآں حنفی علماء مثلاً علامہ عینی حنفی وغیرہ کی آراء پہلے گزر چکی ہیں اور ملا علی قاری کے غائبانہ جنازہ کا تذکرہ بھی پہلے ہو چکا ہے۔

امام ابو حنیفہ کے جنازے:

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ جب فوت ہوئے تو کثرت ازدھام کی وجہ سے چھ مرتبہ ان کا جنازہ پڑھایا گیا۔ سب سے آخری بار ان کے بیٹے حماد نے پڑھایا اور:

((......مَکَثَ النَّاسُ یُصَلُّوْنَ عَلَی قَبْرِہٖ نَحْوَ عِشْرِیْنَ یَوْماً))[1]

’’تقریباً بیس دن تک لوگ ان کی قبر پر غائبانہ جنازہ پڑھتے رہے۔‘‘

---

[1] کتاب الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفة النعمان: ص٦٨ والبدایة والنهایة۔

حاجی امداد اللہ مہاجر کے خلیفہ مجاز سید عبدالمعبود کا بیان:

۲۵ ستمبر ۱۹۶۶ء کی شب خلیفہ صاحب آغا شورش کاشمیری کی کوٹھی پر تشریف لائے اور ان کی بیگم صاحبہ کو شورش کی گرفتاری پر حوصلہ دیتے ہوئے کہا: ''بیگم صاحبہ! آپ شورش کی گرفتاری پر آزردہ نہ ہوں، مردان حق کو تکلیفیں آیا ہی کرتی ہیں۔ لوگوں نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو جیل میں ڈال دیا تھا اور وہاں انہیں زہر دے کر شہید کر دیا تھا مگر آپ کی نماز جنازہ اسی ہزار افراد نے پڑھی۔ بغداد میں تو آپ کی نماز جنازہ بیس مرتبہ پڑھی گئی۔ [1]

ایک محقق حنفی اور ندوۃ العلماء لکھنؤ کے سابق مفتی شیخ عبداللطیف سنبھلی شارح ترمذی کا بیان وہ حدیث نجاشی پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((فِيْهِ دَلَالَةٌ عَلَى مَشْرُوْعِيَّةِ الصَّلٰوةِ عَلَى الْمَيِّتِ الْغَائِبِ))

''یعنی یہ حدیث غائبانہ جنازہ کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہے۔''

آخر میں فرماتے ہیں:

((......وَاَظُنُّ اَنَّ الصَّلٰوةَ عَلَى الْغَائِبِ لَا نَصَّ فِيْهَا عَنْ اَبِىْ حَنِيْفَةَ بَلْ هُوَ مِمَّا اسْتَخْرَجَهُ الْمَشَائِخُ عَلَى اُصُوْلِهِمْ ثُمَّ نَسَبُوْهُ اِلٰى اَبِىْ حَنِيْفَةَ وَ لَا حُجَّةَ فِى اسْتِخْرَاجِهِمْ فِىْ مُقَابَلَةِ النَّصِّ وَ اِذَا جَاءَ الْحَدِيْثُ الصَّحِيْحُ لِلصَّلٰوةِ عَلَى الْغَائِبِ فَهُوَ مَذْهَبُ اَبِىْ

---

[1] چٹان لاہور ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۶ ص ۵۔

حَنِیْفَةَ))❶

”میرا خیال ہے غائبانہ جنازہ کے متعلق امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی نص نہیں بلکہ مشائخ نے اپنے اصول پر استخراج کر کے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کردیا ہے اور نص کے مقابلہ میں مشائخ کا استخراج حجت نہیں ہوسکتا اور جب صحیح حدیث میں غائبانہ جنازہ پڑھنا ثابت ہوگیا تو یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے۔“

علامہ عینی حنفی کا قول جو انہوں نے شہدائے احد کا جنازہ پڑھانے پر مشتمل حدیث بخاری کی شرح میں لکھا ہم پھر دہراتے ہیں فرماتے ہیں:

((صَلٰوتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ اَىْ مِثْلَ صَلٰوتِهِ عَلَى الْمَيِّتِ وَهٰذَا يَرُدُّ قَوْلُ مَنْ قَالَ اِنَّ الصَّلٰوةَ فِى الْاَحَادِيْثَ الَّتِىْ وَرَدَتْ مَحْمُوْلَةٌ عَلَى الدُّعَاءِ قُلْتُ هٰذَا عُدُوْلٌ عَنِ الْمَعْنَى الَّذِىْ يَتَضَمَّنُهُ هٰذَا اللَّفْظُ لِاَجْلِ تَمْشِيَتِهِ مَذْهَبُهُ فِىْ ذٰلِكَ وَهٰذَا لَيْسَ بِاِنْصَافٍ))❷

”صَلٰوتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ“ کا معنی جس طرح آپ میت پر جنازہ پڑھاتے اور یہ لفظ ان لوگوں کی تردید کرتے ہیں جو لفظ صلوٰۃ کو دعا کے معنی پر محمول کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں یہ حقیقی معنی سے ٹیڑھا پن اختیار کرنا ہے اور اپنے

❶ المعالم المنيفة فى شرح الجامع الترمذى، ص١٣٣٢ بحواله الصلوٰة على الميت الغائب۔

❷ عمدة القارى، ١٥٦/٨۔

مذہب کی حمایت میں پارٹی بازی ہے، انصاف نہیں ہے۔''

اور آخر میں شیخ عبدالحق دہلوی حنفی کی بات پھر:

((قَدِاسْتَمَرَّتِ الْعَادَةُ فِي الْحَرَمَيْنِ الشَّرِيْفَيْنِ وَتَعَارَفَتْ أَنَّهُمْ اِذَا سَمِعُوْا مَوْتَ اَحَدٍ مِّنَ الصُّلَحَاءِ اجْتَمَعُوا وَصَلُّوْا عَلَيْهِ ...... وَمَعَهُمْ كَثِيْرٌ مِّنَ الْحَنَفِيَّةِ)) [1]

''حرمین شریفین میں یہ معروف عادت کہ جب وہ کسی صالح آدمی کی موت سنتے ہیں تو اکٹھے ہو کر اس کا جنازہ پڑھتے ہیں اور بہت سے احناف بھی ساتھ ہوتے ہیں۔''

''الکواکب السائرة باعیان المائة العاشرة'' میں بہت سے احناف کے غائبانہ جنازے پڑھے پڑھائے جانے کا تذکرہ ہے مثلاً شیخ عبدالوہاب بن احمد حنفی یہ دمشق میں حنفیوں کے چیف جج تھے اور مذہب حنفیہ میں بڑی کتاب کے بھی مصنف ہیں۔ شیخ عبدالبر بن محمد حنفی، شیخ ابراہیم المعروف ابن الکرکی مصری حنفی، قاضی عبدالبر بن محمد حنفی، شیخ عمر الصعیدی حنفی، شیخ محمد بن قاسم رومی حنفی، شیخ الحنفیہ علی نورالدین طرابلسی حنفی، شیخ محمد بعلی حنفی صوفی کے علاوہ بہت سے لوگوں کے غائبانہ جنازے پڑھے گئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حق بات قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین !!

❀ ...... ❀ ...... ❀

---

[1] مدارج النبوة ٤٥٣/٢، اشعّة اللمعات فارسی: ٧٢٢/١۔